رسول کریم ﷺ کا مکی و مدنی دور

(دعوتی پس منظر میں)

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

(صدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ)

مکتبہ پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ، یوپی، الھند

جملہ حقوق محفوظ

نام : رسول کریم ﷺ کا مکی و مدنی دور دعوتی پس منظر میں

مصنف : مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

ناشر : مکتبہ پیامِ امن، ندوہ روڈ ڈالی گنج لکھنؤ

اردو ایڈیشن : پہلی بار

تعداد کتب : ١٠٠٠

سال : ٢٠١٨

قیمت : ٦٠

Writer : Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi

Publisher : Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road,Daliganj,lucknow.

Website: www.islamicjpamn.com

E-Mail: tasneemlko2012@gmail.com, ataullah2012@gmail.com

Phone No. 9984490150, 9919042879

ملنے کے پتے

١۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ١١٩ (لکھنؤ)

٢۔ نیوسلور بک ایجنسی، 14، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی

٣۔ الفرقان بکڈپو، نظیر آباد ٣ا (لکھنؤ)

٤۔ سبحانیہ بک ڈپو، نیا محلہ، جبلپور، مدھیہ پرادیش، 9424708020

٥۔ ستیہ فاؤنڈیشن 5 182-A گرین لینڈ کیمپس، پوکھرپور، کانپور

فہرست

موضوع	شمار نمبر
مقدمہ	۸
(باب اول) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختصر سیرت دعوتی پس منظر میں	۹
محسنِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن	۱۰
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ	۱۲
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت سے پہلے (۵۷۱ء سے ۶۰۹ء) تک	۱۲
بچپن اور ابتدائی زندگی (۵۷۱ء سے ۵۸۵ء) تک	۱۲
حرب فجار اور حلف الفضول (۵۸۵ء سے ۵۸۶ء) تک	۱۳
کعبہ کی تعمیر نو ۶۰۵ء میں	۱۳
اعلان نبوت کے بعد مکی دور (۶۰۹ء سے ۶۲۲ء) تک	۱۴
دعوت کی ابتداء	۱۵
ابتدائی صحابہ کا قبول اسلام	۱۵
ابتدائی خواتین کا قبول اسلام	۱۵
خاندان والوں کو دعوت ۶۲۲ء کے بعد	۱۶
صفا پہاڑی پر قریش کے عمائدین کو دعوت	۱۶
دعوت کا ابتدائی طریقہ	۱۷
اہل کفار کی مخالفت کا طریقہ	۱۷
مخالفت کرنے والے افراد	۱۷
جسمانی تشدد کا شکار	۱۸
طاقتور صحابہ کے رشتے داروں کا تشدد	۱۸
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کا طلاق	۱۸

جوابی کاروائی	۱۹
حضرت ارقمؓ کا مکان	۱۹
ہجرت حبشہ (۶۱۴ء سے ۶۱۶ء) تک	۱۹
کفار کی مصالحت کی کوشش (۶۱۵ء سے ۶۱۹ء) تک	۲۰
حضرت ہمزہ اور حضرت عمر کا اسلام	۲۰
مکہ سے باہر دعوت	۲۰
عام الحزن اور سفر طائف ۶۱۹ء میں	۲۱
عتبہ اور شیبہ کے باغ میں عداسؓ کا قبول اسلام	۲۲
طائف کی دعا	۲۲
طائف کے واقعہ کے بعد	۲۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی الٰہی کے ذریعہ تسکین	۲۳
مکی زندگی کا آخری دور (۶۱۹ء سے ۶۲۲ء) تک	۲۵
عرب قبائل میں اسلام	۲۵
یثرب کے قبائل میں اسلام	۲۵
اَوس و خزرج کے سرداروں کا قبول اسلام	۲۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہید کرنے کا منصوبہ	۲۶
مشرکین مکہ کی اشیاء	۲۶
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدنی دور (۶۲۲ء سے ۶۳۲ء) یعنی ۱ ہجری سے ۱۱ ہجری تک	۲۸
مدینہ میں دعوتی حکمت عملی	۲۸
مسجد نبوی کی تعمیر	۳۰
مؤاخات	۳۰
تاریخ انسانی کا پہلا دستور	۳۱

یہود کو دعوت ۳۱
تعلیم و تربیت ۳۱
بیرونی لوگوں سے معاہدے ۳۲
اہل مکہ سے اعلان جنگ (۶۲۲ء سے ۶۲۳ء) تک ۳۲
اہل مکہ کے خلاف کاروائی ۳۳
ڈیڑھ سال کی مہمات ۳۴
جنگ بدر اور اس کے بعد (۶۲۴ء سے ۶۲۵ء) یعنی ۲ھ سے ۳ھ تک ۳۴
جنگ اُحد اور اس کے بعد (۶۲۵ء سے ۶۲۷ء) یعنی ۳ھ سے ۵ھ تک ۳۵
بنو نضیر کی دشمنی ۳۵
جنگ خندق اور اس کے بعد (۶۲۷ء سے ۶۲۸ء) یعنی ۵ھ سے ۶ھ تک ۳۶
نعیم بن مسعود کی حکمت عملی ۳۶
بنو قریظہ کا محاصرہ ۳۶
صلح حدیبیہ اور جنگ خیبر (۶۲۸ء سے ۶۳۰ء) یعنی ۶ھ سے ۸ھ تک ۳۷
صلح حدیبیہ ۳۷
صلح حدیبیہ کی حکمت عملی ۳۸
خیبر کی فتح ۳۸
حفاظت مدینہ کے لئے ۱۶ مہمات ۳۸
ساتویں ہجری میں عمرہ ۳۹
مکہ میں ساتویں ہجری میں قحط ۳۹
دنیا کے بادشاہوں کے نام خطوط (۶ھ سے ۷ھ تک) ۳۹
اُردن کے بادشاہ کو خط ۴۰
فتح مکہ اور اس کے بعد (۶۳۰ء سے ۶۳۲ء) یعنی ۸ھ سے ۱۱ھ تک ۴۰

ابو سفیان کی مدینہ آمد ۴۱
فتح مکہ کا پس منظر ۴۱
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان ۴۲
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انکساری ۴۲
قاتلوں کو معافی ۴۳
منات و عزیٰ کا خاتمہ ۴۳
غزوہ حنین ۴۴
فتح مکہ کے بعد پانچ مہمات ۴۴
غزوہ تبوک ۴۴
فتح مکہ کے بعد عرب قبائل کا قبول اسلام ۴۵
امیر حج ۴۵
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حج ۴۶
(باب دوم) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بعد کا مکی و مدنی دور ایک نظر میں ۴۷
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی کے ۱۳ سال ۴۸
مدینہ میں اسلام کے پہلے مبلغ ۵۰
بیعتِ عقبہ اولیٰ کا اقرار نامہ ۵۰
نبوت کے ۱۳ ویں سال بیعت عقبہ ثانیہ ۵۱
بیعت عقبہ ثانیہ میں بیعت کرنے والی خواتین ۵۱
۱۳ ویں سال دارالندوہ میں میٹنگ ۵۱
مدینہ منورہ کا سفر ۵۱
ہجرت کے سفر میں دعوت ۵۳
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدنی دور اور اس کے ۱۰ سال ۵۵

قباء میں قیام اور مسجد کی تعمیر................................	۵۵
پہلا جمعہ..	۵۵
مدینہ میں قیام..	۵۵
مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر....................................	۵۶
تحویل قبلہ کا حکم..	۵۶
روزہ کی فرضیت...	۵۶
اذان کا آغاز..	۵۷
زکوٰۃ کی فرضیت..	۵۷
غزوات وسرایہ..	۵۷
حج کی فرضیت..	۵۷
رسول اللہ ﷺ کے دعوتی خطوط................................	۵۸
رسول اللہ ﷺ کے دعوتی خطوط کے سفراء.........................	۵۹
فتح مکہ سے پہلے اور بعد میں اسلام قبول کرنے والے وفود..............	۶۰
مؤاخات مکہ...	۶۰
مؤاخاتِ مدینہ منورہ...	۶۰
آپ ﷺ کے عمروں کی تعداد..................................	۶۱
آپ ﷺ نے جنہیں قتل کیا؟..................................	۶۱
آپ ﷺ کے حکم سے جنہیں قتل کر دیا گیا.........................	۶۲
فتح مکہ کے وقت آپ ﷺ نے جن لوگوں کے خون کو مباح قرار دیا..........	۶۲
آپ ﷺ نے جنہیں امیر (گورنر) مقرر کیا..........................	۶۲
مبلغین رسول کی فہرست.......................................	۶۳

❁❁❁

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ سید المرسلین

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے ہر زمانے میں انبیاء و رسل مبعوث فرمائے، جن کا کام پیغام الٰہی کا پہنچانا اور عملی طور سے رہنمائی کرنا ہوتا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے آخری نبی اور رسول حضرت محمد ﷺ پر اپنے دین کو مکمل فرما دیا اس لیے اب مزید کوئی نبی بھیجنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ آپ ﷺ کے بعد اللہ نے یہ کام امت مسلمہ کے سپرد فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کو ان کے لیے نمونہ بنا دیا۔ آپ ﷺ کے علاوہ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کو نمونہ بناتے ہوئے یہ اشارہ بھی فرما دیا کہ دعوت دین کے معاملے میں وہی طریقہ اختیار کیا جائے، جو تمام انبیاء علیہم السلام نے اختیار فرمایا تھا۔

اسی دعوتی نقطہ کو سامنے رکھتے ہوئے آپ ﷺ کی سیرت کے دعوتی پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے اور دوسرے حصے میں آپ ﷺ کی دعوتی سیرت کو بہت مختصر انداز میں لکھا گیا ہے جسے پڑھ کر قاری کو دعوت کا حوصلہ مل سکتا ہے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

والسلام

دعاؤں کا طالب

محمد سرور فاروقی ندوی

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۳۰/۷/۲۰۱۷ء

باب اول

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
مختصر سیرت دعوتی پس منظر میں

رسول کریم ﷺ کا مکی و مدنی دورِ دعوتی پس منظر میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محسنِ عالم ﷺ اور قرآن

● **حضرت رسول پاک ﷺ کو تمام انسانوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا گیا ہے:**

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ (سبا:۲۸)

''اور نہیں ہم نے بھیجا آپ کو، مگر تمام انسانوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

● رسول کریمؐ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (سورہ انبیاء:۱۰۷)

● **آپ ﷺ پورے عالم کے لئے رہنما ہیں:**

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ (سورہ انعام:۹۰)

''مگر نصیحت جہان والوں کے لئے''

● آپ ﷺ پورے عالم کے لئے بھیجے گئے:

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ (سورہ یوسف:۱۰۴)

''نہیں ہے یہ (قرآن) مگر ایک نصیحت سارے جہاں والوں کے لئے''۔

● آپ ﷺ پورے عالم کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے:

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ (سورہ ص:۸۷)

''نہیں ہے یہ (قرآن) مگر ایک نصیحت تمام جہانوں کے لئے'' ● رسول کریم ﷺ کو

داعی بنا کر بھیجا گیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾
وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾

''اے نبیؐ! بیشک ہم ہی نے بھیجا ہے، آپ کو گواہ بنا کر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا (بنا کر)۔اور بلانے والا اللہ کی طرف اسی کی اجازت سے اور (بنایا) روشن چراغ۔

(سورہ احزاب:۴۵،۴۶)

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیر تعلیم یافتہ لوگوں کے درمیان بھیجا گیا:

هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ (سورہ جمعہ:۲،۳)

''وہی ہے جس نے بھیجا امیوں (ان پڑھوں) میں ایک رسول، خود انہی میں سے، وہ تلاوت کرتا ہے اُن پر اس کی آیات اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب و حکمت (دانائی) کی اور یقینا وہ تھے اس سے پہلے کھلی گمراہی میں۔اور (آپ کو بھیجا) ان کے علاوہ (دوسرے لوگوں میں بھی) انہیں میں سے کہ ابھی تک نہیں وہ ملے ان کے ساتھ اور وہ زبردست، خوب حکمت والا ہے''

❁❁❁

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ

رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو ہم تین ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ اعلان نبوت سے پہلے کا دور
۲۔ اعلان نبوت کے بعد مکی دور
۳۔ اعلان نبوت کے بعد مدنی دور

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت سے پہلے (۵۷۱ء سے ۶۰۹ء) تک

محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش مکہ میں قبیلہ قریش کے ایک خاندان بنو ہاشم میں ہوئی جو کہ مکہ کے مشہور بادشاہ قصی بن کلاب کی نسل میں ایک اہم خاندان تھا۔آپ کے والد ماجد کا نام عبداللہ تھا اور والدہ ماجدہ کا نام آمنہ تھا۔ان کی والدہ کا تعلق یثرب مدینہ منورہ سے تھا اور وہ بیاہ کر مکہ آئی تھیں۔آپ کی پیدائش سے چند ماہ قبل جناب عبداللہ وفات پا گئے چنانچہ آپ کی پرورش والدہ نے کی۔

بچپن اور ابتدائی زندگی (۵۷۱ء سے ۵۸۵ء) تک

عربوں کے عام رواج کے مطابق آپ کی ابتدائی پرورش طائف کے قریب قبیلہ بنو سعد کی ایک خاتون حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں ہوئی۔اس رواج کا مقصد یہ تھا کہ بچہ گاؤں کی کھلی فضا کی پرورش اور بہترین درجے کی فصیح و بلیغ زبان سیکھے جو شہری اثرات سے پاک ہو۔چھ برس کی عمر میں ماں بھی وفات پا گئیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جناب عبدالمطلب نے آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔عبدالمطلب بنو ہاشم کے سردار تھے اور مکہ کی شہری ریاست کو چلانے والی کونسل کے رکن تھے۔ان کی وفات کے بعد آپ کی پرورش آپ کے چچا ابو طالب نے کی۔بعض روایات میں آپ کے بڑے چچا زبیر بن

عبدالمطلب کا ذکر بھی آتا ہے جو کہ ابو طالب سے پہلے اور عبدالمطلب کے بعد بنو ہاشم کے سربراہ تھے۔ ممکن ہے کہ دونوں چچاؤں نے یکے بعد دیگرے آپ کی پرورش میں حصہ لیا ہو۔

حرب فجار اور حلف الفضول (۵۸۵ء سے ۵۸۶ء) تک

اس میں قبیلہ قریش اور قیس کے درمیان جنگ چھڑ گئی جسے حرب فجار کہا جاتا ہے۔ اس جنگ میں قریش کے سپہ سالار حرب بن امیہ تھے اور زبیر بن عبدالمطلب بنو ہاشم کے علمبردار تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی عمر ۱۵ برس تھی اور آپ نے اس جنگ میں عملاً حصہ نہیں لیا مگر اپنے چچاؤں کی مدد کی۔ معاہدہ میں یہ بات طے پائی کہ ہر شخص مظلوم کی مدد کرے گا اور کسی ظالم کو مکہ میں نہ رہنے دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے اس معاہدہ کو بہت پسند کیا اور آپ اعلان نبوت کے بعد بھی فرمایا کرتے تھے کہ یہ معاہدہ مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پسند ہے اور اگر مجھے اس معاہدے میں شرکت کی اب بھی دعوت دی جائے تو ضرور شریک ہوں گا۔ حلف الفضول کے تحت قریش کے صالح نوجوانوں نے ایک تنظیم بھی بنا رکھی تھی جو ہر مظلوم کی دادرسی کیا کرتی تھی اور رسول کریم ﷺ اس تنظیم کے رکن تھے۔ ابوجہل نے ایک کمزور تاجر سے مال لے لیا مگر اس کی قیمت ادا نہ کی تو رسول اللہ ﷺ کے مجبور کرنے پر اسے قیمت ادا کرنا پڑا۔

کعبہ کی تعمیر نو ۶۰۵ء میں

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۳۵ برس کی ہوئی تو کعبہ کی تعمیر نو کی گئی۔

اعلان نبوت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے مذہب سے بیزار تھے اور بتوں کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے۔ اس دور کے کسی علمی و فکری اور تہذیبی سرگرمی کا سراغ نہیں ملتا۔ نہ آپ کتب پڑھتے اور لکھتے تھے۔ نہ آپ کو شاعری میں کوئی دلچسپی تھی اور

رسول کریم ﷺ کا مکی و مدنی دور دعوتی پس منظر میں

نہ ہی اعلان نبوت سے پہلے آپ کے کوئی خطبات مشہور ہوئے۔ اگرچہ آپ بنو سعد میں پرورش کے سبب نہایت عمدہ اور فصیح و بلیغ عربی بولتے تھے لیکن کسی علمی و فکری سرگرمی کا کوئی سراغ آپ کی زندگی میں نہیں ملتا آپ صرف ایک خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔

اعلان نبوت کے بعد مکی دور (۶۰۹ء سے ۶۲۲ء) تک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن میں ۳۵ برس کے بعد سوالات پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اس دور کی روایات کے مطابق آپ نے عبادت کے لیے شہر سے باہر ایک غار کا انتخاب فرمایا اور وہاں جا کر کئی کئی دن عبادت اور غور و فکر کیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں آپ کچھ سوالات کے جواب تلاش کیا کرتے تھے اور اس سلسلے میں ایسے لوگوں سے بات چیت بھی کیا کرتے تھے جو توحید کے قائل تھے۔ ان میں سب سے نمایاں عمر بن نفیل تھے جو عرب کے ایک توحید پرست انسان تھے اور رسول کریم ﷺ کی طرح بت پرستی سے بے زار تھے۔

پہلی وحی اور دعوت کا ابتدائی دور (۶۰۹ء سے ۶۱۲ء) تک

غار حرا میں عبادت کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی مشہور روایات کے مطابق سب سے پہلے سورۃ العلق کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ معروف روایات کے مطابق اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس گھر آئے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اپنی دعوت پیش کی جنہوں نے فوراً اسے قبول کر لیا۔ آپ کے اہل خانہ میں آپ کی اولاد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت علی اس وقت بچے تھے اور رسول کریم ﷺ کی زیر کفالت تھے۔ بالغ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جن کے ساتھ آپ کی بچپن کی دوستی تھی اور وہ خود بھی عرب معاشرے میں نہایت ہی معذور مقام رکھتے تھے۔ اس طرح سے ایک

ابتدائی مسلم کمیونٹی وجود میں آئی۔

قرآن مجید کے نزول کا سلسلہ جب شروع ہوا تو اس کی ابتدائی تعلیمات یہ تھی کہ صرف اور صرف ایک اللہ کو مانا جائے بت پرستی نہ کی جائے دین ابراہیمی کی روایات کے مطابق نماز پڑھی جائے اور غربا و مساکین کی مدد کی جائے اور اعلی انسانی اخلاقیات کی پیروی کی جائے۔قرآن مجید نے ابتدائی ایام ہی میں عقیدہ آخرت کو نہایت تفصیل سے مختلف اسالیب میں بیان کیا۔

دعوت کی ابتداء

ابتدائی برسوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کو محدود لوگوں تک پہنچایا اور ان کی غالب اکثریت نے اسلام قبول کر لیا۔اس میں وہ لوگ تھے جو رسول کریم ﷺ کے دست و بازو بنے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اس معاشرے میں بہت عزت تھی اور آپ کی دعوت کے نتیجے میں حضرت عثمان،طلحہ،زبیر،عبدالرحمن،سعد اور بہت سے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان لائے۔

ابتدائی صحابہ کا قبول اسلام

حضرت ابوبکر،علی،زید بن حارثہ،عثمان،طلحہ،زبیر،سعد،ابوعبیدہ،عمار بن یاسر اور ان کے والدین،بلال،خباب بن ارت،سعید بن زید،عبداللہ بن مسعود،عثمان بن مظعون،عبیدہ بن حارث،صہیب،ابوسلمہ،جعفر رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

ابتدائی خواتین کا قبول اسلام

خواتین میں سیدہ خدیجہ،سیدہ زینب بنت رسول اللہ،فاطمہ بنت خطاب،ام سلمہ،ام حبیبہ،سمیہ،اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہم نمایاں تھیں۔

ان میں سے زیادہ تر صحابہ کی عمریں ۳۰ برس سے کم کی تھیں۔اور بعض تیس

چالیس سال کے درمیان کی عمر کے تھے۔تین سال کے دعوت و تبلیغ کے نتیجہ میں یہ تعداد چالیس تک پہنچ گئی تھی۔

قریش کے سرداروں کو ان کی بھنک ہو گئی تھی مگر انہوں نے زیادہ مخالفت اس لئے نہیں کیا کہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ دین حنیف کو قبول کر رہے ہیں، وہ دین حنیف کے ماننے والے پہلے سے کچھ ایسے لوگ تھے جو توحید کے قائل تھے۔

خاندان والوں کو دعوت ؁۶۲۲ء کے بعد

جب یہ حکم آیا کہ ”آپ اپنے قریبی رشتے داروں کو خبر دار کیجئے" تو سب سے پہلے آپ نے اپنے خاندان بنو ہاشم کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے دعوت پیش کی۔اس موقع پر ابو لہب جو آپ کا سگا چچا تھا اس نے اس دعوت کی شدید مخالفت کی جبکہ سوتیلے چچا ابو طالب نے آپ کی حمایت کی اور آپ کو اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ابو طالب چونکہ اس وقت بنو ہاشم کے سربراہ تھے اس لئے رسول اللہ کو قریش کے ایک طاقتور خاندان کی حمایت حاصل ہو گئی۔

صفا پہاڑی پر قریش کے عمائدین کو دعوت

رسول اللہ ﷺ نے اب قریش کے تمام عمائدین کو کوہ صفا پر جمع کیا۔قریش کے یہاں اس پہاڑی کی اہمیت یہ تھی کہ جب کوئی خطرہ درپیش ہوتا تو ایک شخص برہنہ ہو کر اس پہاڑی پر چڑھ جاتا اور سب کو پکارتا۔جب وہ اکٹھا ہوتے تو ان کو خبر دیتا۔اس خبر دینے یا اعلان کرنے والے کو النذیر العریان کہا جاتا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے یہی طریقہ اختیار کیا مگر برہنہ ہونے کی بے ہودگی نہیں کی، کیونکہ آپ شرم و حیا کے پیکر تھے۔اس موقع پر آپ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو سخت عذاب سے خبر دار کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔اس پر ابولہب نے آپ سے گستاخی اور تلخ کلامی کی۔

قریش بھڑک اٹھے اور انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا

۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اب کھلی تبلیغ شروع کر دی اور گلی کوچوں، محفلوں، میلوں کے موقع پر آپ اپنی دعوت پیش کرنے لگے۔

دعوت کا ابتدائی طریقہ

اس دعوت کا طریقہ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی آیات تلاوت فرماتے ۔ان آیات کی فصاحت و بلاغت اس درجے کی تھی کہ عرب متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔

● یہی وجہ ہے کہ جب وہ قرآن سنتے تو مسحور ہو کر رہ جاتے اور ان میں سے بعض اتنے متاثر ہوتے کہ ایمان لے آتے۔ شروع میں کچھ عرصے تک مشرکین مکہ کی مخالفت ایک خاص حد سے آگے نہ بڑھی لیکن اس کے بعد انہوں نے منظم مخالفت شروع کر دی جو درج ذیل ہے:

اہل کفار کی مخالفت کا طریقہ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کرنا۔

(۲) قرآن مجید پر اعتراضات کرنا۔

(۳) قرآن مجید کے مقابلہ پر روم و ایران کے قصے پیش کرنا اور لوگوں کو ان کی جانب متوجہ کرنا۔

(۴) پیشہ ور لونڈیوں کو اسلام کی جانب مائل کر کے لوگوں کے پیچھے لگا دینا اور انہیں گانے شراب اور شباب میں گم کر دینا۔

مخالفت کرنے والے افراد

مخالفت کرنے والوں میں ابولہب، ابوجہل، نضر بن حارث، عاص بن وائل

،امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ نمایا تھے۔ان لوگوں نے کچھ ماہ بعد ایک قرار داد پاس کر کے جسمانی تشدد سمیت ہر حربہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

جسمانی تشدد کا شکار

جسمانی تشدد کا نشانہ بالعموم وہ صحابہ بنے جو یا تو کسی کٹر مشرک کے غلام تھے، یا پھر کسی عرب خاندان کے حلیف تھے اور اس کی کفالت میں رہ رہے تھے۔ حضرت یاسر اور ان کی اہلیہ سمیہ رضی اللہ عنہا ابوجہل کے خاندان کے حلیف تھے اس لیے ابوجہل نے انہیں اذیتیں دے کر شہید کر دیا۔ان کے بیٹے عمار رضی اللہ عنہ پر تشدد کیا جانے لگا۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ، امیہ بن حلف کے غلام تھے۔ وہ انہیں تپتی ریت پر لٹا کر اذیتیں دینے لگا۔

طاقتور صحابہ کے رشتے داروں کا تشدد

یہی معاملہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا ہوا اور انہیں شدید ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔بعض صحابہ جو طاقتور خانوادوں سے تعلق رکھتے تھے، وہ دوسروں کے ظلم و تشدد سے تو محفوظ رہے مگر ان کے اپنے بزرگوں نے ان پر تشدد کر کے انہیں اسلام قبول کرنے سے روکنے کی کوشش کی جو ناکام رہی۔ان میں بنو امیہ کے حضرت عثمان، بنو اسد کے حضرت زبیر اور بنو ہاشم کے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم شامل تھے جن کے والدین اور چچاؤں نے ان پر تشدد کیا۔خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین کے جسمانی تشدد سے تو محفوظ نہ رہے مگر انہوں نے ذہنی اور نفسیاتی ٹارچر کی انتہا کر دی۔اس میں آپ کا چچا ابو لہب پیش پیش تھا۔

آپ ﷺ کی بیٹیوں کا طلاق

رسول اکرم ﷺ کی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح ابولہب کے بیٹوں سے ہوا تھا، اس نے انہیں مجبور کر کے طلاق دلوادی۔ جہاں آپ اپنی دعوت پیش

کرتے، وہ وہیں جا کر لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکانے لگتا۔ اس کی بیوی ام جمیل بھی آپ کے خلاف شدید بدزبانی کا مظاہرہ کرتی اور ہجوم میں اشعار کہتی۔

عقبہ بن ابی معیط، رسول اللہ ﷺ کا پڑوسی تھا، وہ آپ کے گھر کے باہر غلاظت پھینک دیتا تھا۔ نماز کی حالت میں ابو جہل نے آپ پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی جسے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہٹایا۔

جوابی کاروائی

اس ظلم و تشدد کے خلاف مسلمانوں نے کبھی ہاتھ نہ اٹھایا بلکہ یک طرفہ طور پر ظلم برداشت کیا صرف ایک بار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جوابی وار کیا جس سے مشرک کا خون نکل آیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک بڑے تاجر تھے اور آپ کے پاس ۴۰۰۰۰ درہم کا سرمایہ تھا۔ انھوں نے اس دولت سے غلام خرید کر آزاد کرنے کے لیے وقف کر دیا تھا۔

حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کا مکان کافی بڑا تھا اور شہر سے ہٹ کر تھا۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعوت اور اجتماعات کا مرکز بنالیا۔

حج کے موقع پر جب مختلف قبائل کے لوگ مکہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت پیش کی۔ اسے عام طور پر قبول تو نہ کیا گیا لیکن پورے عرب میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ مکہ کے ایک محترم شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

ہجرت حبشہ (سنہ ۶۱۴ء سے سنہ ۶۱۶ء) تک

نبوت کے پانچویں سال یعنی سنہ ۶۱۴ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ہجرت کی اجازت دے دی اور یہ لوگ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے لگے۔ ہجرت کا

یہ عمل دو مرتبہ ہوا۔

کفار کی مصالحت کی کوشش (سنہ ۶۱۵ء سے سنہ ۶۱۹ء) تک

کفار مکہ نے جناب ابو طالب پر دباؤ بڑھا دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں لیکن انہوں نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے مصالحت یعنی کمپرومائز کا فارمولا بھی آزمایا کہ آپ ایک سال ہمارے معبودوں کی عبادت کریں اور ایک سال ہم آپ کے معبودوں کی عبادت کریں گے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تجویز ماننے سے سرے سے انکار کر دیا۔

حضرت ہمزہ اور حضرت عمر کا اسلام

اب یہ منصوبہ بنایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا جائے۔ اس کے لیے بعض لوگوں نے انفرادی کوششیں کیں جو کہ ناکام رہیں۔ اس مخالفت کا نتیجہ یہ نکلا کہ قریش کے دو نامور جنگجو پہلوان ایمان لائے: ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ تھے اور دوسرے حضرت عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ ان دونوں کی شمولیت سے مسلمان اتنے طاقتور ہو گئے کہ وہ اب کھلے عام خانۂ کعبہ کے سامنے نماز پڑھنے لگے۔

مکہ سے باہر دعوت

مکہ سے باہر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پھیل رہی تھی۔ اور دیگر قبائل کے صالح لوگ ایمان لا رہے تھے۔ ان میں بنو غفار کے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے مکہ آ کر اسلام کا کھلم کھلا اعلان کیا جس پر مشرکین ان پر ٹوٹ پڑے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں بمشکل بچایا۔ آپ بھی دل ہی دل میں ایمان لا چکے تھے مگر انہوں نے کئی سال تک اسے پوشیدہ رکھا۔ آہستہ آہستہ یہ دعوت عرب میں پھیلتی چلی گئی مگر ابھی چند لوگ ہی مسلمان ہوئے تھے۔

حبشہ میں جو مسلمان گئے وہ بہتر حالات میں تھے اور انہوں نے وہاں دعوت و تبلیغ کا کام جاری رکھا اور اس میں انہیں بادشاہ نجاشی کی حمایت حاصل تھی۔نبوت کے ساتویں سال یعنی ۶۱۶ء میں مشرکین مکہ نے یہ معاہدہ کیا کہ بنو ہاشم کا مکمل طور پر بائیکاٹ کر دیا جائے تا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت ترک کر دیں۔اس معاہدے کے تحت بنو ہاشم سے کسی چیز کی خرید وفروخت ممنوع قرار دے دی گئی۔ابولہب کے سوا بنو ہاشم کو مجبوراً ایک گھاٹی میں پناہ لینا پڑی جو کہ شعب ابی طالب کہلاتی ہے۔

تین سال تک یہاں بنو ہاشم رہے اور انہیں بسا اوقات درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرنا پڑا لیکن یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت سے دستبردار نہ ہوئے۔اس میں بعض نیک دل مشرکین ان کی مدد کرتے رہے جن میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے حضرت حکیم بن حمزہ رضی اللہ عنہ نمایاں تھے۔انہوں نے بعد میں اسلام قبول کر لیا۔تین سال بعد ۶۱۹ء میں بالآخر بعض مشرکین ہی کی تحریک پر یہ معاہدہ ختم ہوا اور بنو ہاشم کو اس سے نجات ملی ان میں سے اکثر کو بعد میں اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

عام الحزن اور سفر طائف ۶۱۹ء میں

جب ابو طالب فوت ہو گئے جو کہ اب تک ڈھال بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے۔ان کی جگہ ابولہب بنو ہاشم کا سردار بن گیا جس نے آپ کی حمایت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مکہ میں رہنا ممکن نہ تھا چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے طائف کا سفر کیا اور راستہ میں آباد قبائل کو آپ دعوت پیش کرتے ہوئے طائف پہنچے۔یہاں کے سرداروں کے سامنے اپنی دعوت پیش کی۔انہوں نے اہل مکہ سے بھی بڑھ کر بدتمیزی کی اور اپنے اوباش لڑکوں کو حکم دیا کہ وہ آپ پر پتھر برسائیں،اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے۔

عتبہ اور شیبہ کے باغ میں عداس ؓ کا قبول اسلام

طائف میں عتبہ اور شیبہ بن ربیعہ نامی دو بھائی بھی تھے جو اہل مکہ میں سے تھے اور اسلام کے شدید مخالف تھے مگر انہوں نے مکہ کی عصبیت میں آپ کو اپنے باغ میں پناہ دی اور اپنے غلام عداس رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں انگور بھجوائے۔عداس عیسائی تھا اور آپ نے ان کے سامنے اپنی دعوت پیش کی جو انہوں نے قبول کر لی۔اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی۔

طائف کی دعا

''اے اللہ میں اپنی قوت بے سروسامانی اور لوگوں کی تحقیر کی فریاد آپ ہی سے کرتا ہوں۔آپ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے ہیں درماندہ عاجزوں کے مالک بھی آپ ہی ہیں۔آپ نے مجھے کس کے سپرد کیا ہے۔کیا بیگانہ ترش رو کے یا اس دشمن کے جو طاقتور ہے۔لیکن جب مجھ پر آپ کا غضب نہیں ہے تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں کیونکہ آپ کی عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔

میں آپ کی ذات کے نور میں پناہ کا طلب گار ہوں جس سے میری تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں۔اور دین و دنیا کے کام ٹھیک ہو جاتے ہیں۔میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپ مجھ پر غضب ناک ہوں یا آپ کی ناراضی مجھ پر روا دار ہو۔میں تو آپ کی رضا کا طلب گار ہوں اور نیکی کرنے یا برائی سے بچنے کی طاقت صرف آپ ہی سے حاصل ہو سکتی ہے''۔

طائف کے واقعہ کے بعد

طائف کے واقعہ کے بعد حالات تیزی سے پلٹنا شروع ہوئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو ایک سردار مطعم بن عدی نے آپ کو اپنی پناہ میں لے لیا اور آپ

کی حفاظت فرمائی۔اعلان نبوت کے دسویں سال یعنی ۶۱۹ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر معراج پیش آیا جو کہ آپ کی زبردست نفسیاتی تسکین کا باعث بنا۔اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے عالم بالا کو دیکھ لیا اور سابقہ انبیاء سے ملاقات ہوئی۔اسی سال سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح ہوا جس سے سیدہ خدیجہ کی وفات کے نتیجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی زندگی میں جو خلا پیدا ہوا تھا وہ پر ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی الٰہی کے ذریعہ تسکین

دین کی دعوت چونکہ ایک مشکل کام تھا اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی نفسیاتی تسکین کا بہت زیادہ اہتمام فرمایا۔قرآن مجید میں ہمیں جگہ جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی ملتی ہے ۔جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشکلات آتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی سابق انبیاء کی دعوت وعزیمت کی جدوجہد کی داستانیں سنائی جاتیں جس سے آپ کے دل کو تسکین ملتی جیسے۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿١٨٤﴾

"اگر یہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں رو پروا نہ کیجئے کہ آپ سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے حالانکہ وہ روشن دلائل صحائف اور روشن کتاب کے ساتھ آئے تھے"۔**(ال عمران آیت نمبر ۱۸۴)**

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے رویے کا شدید دکھ پہنچا تو آپ کی تسکین اللہ تعالی نے اس طرح فرمائی:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿٤﴾

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿٥﴾

"(اے نبی!) شاید آپ اس غم میں اپنی جان دے دیں گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ہم اگر چاہیں تو اسمان سے ایسی نشانی نازل کر سکتے ہیں کہ ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں (مگر ایسا کرنا ہماری اسکیم کا حصہ نہیں ہے اور اس کا کوری فاہدہ بھی نہیں کونکہ) ان لوگوں کے پاس رحمان کی طرف سے جو نئی نصیحت بھی آتی ہے یہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں"۔**(الشعرا آیت نمبر ۳ سے ۵)**

● سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الانشراح کا موضوع ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفسیاتی تسکین ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿٢﴾ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٣﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿٧﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿٨﴾

کیا ہم نے آپ کے لیے آپ کا سینہ کھول نہین دیا اور آپ سے وہ بوجھ اتار نہیں دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی۔

سفر معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا سفر کروایا اور پھر وہاں سے آسمانوں میں مختلف عجائب قدرت کا مظاہرہ کروایا۔سابقہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ السلام سے ملاقات کروائی اور سب سے بڑھ کر آپ کو خود سے ہم کلام ہونے کا شرف عطا کیا۔یہ سب کچھ اس زمانے میں ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت مشکلات کا شکار تھی اور اہل مکہ کے علاوہ اہل طائف بھی آپ کے دشمن ہو چکے تھے۔

آپ کے اپنے قبیلے بنو ہاشم نے ابولہب کی قیادت میں آپ کی حمایت سے ہاتھ اٹھالیا تھا۔

اس طرح آپ کو اللہ تعالیٰ نے دعوت کے عظیم کام کے لئے جس ہمت اور استقامت کی ضرورت ہوتی تسکین کے ذریعہ مدد فرمایا جس میں قیامت تک کے داعیوں کے لئے رہنمائی ہے۔

مکی زندگی کا آخری دور (۶۱۹ء سے ۶۲۲ء) تک

دوسری طرف اہل عرب کا ذہن بھی تبدیل ہونے لگا ظلم و ستم کے نتیجہ میں اہل مکہ کی نوجوان نسل کے دل میں اسلام کی محبت داخل ہونے لگی اور وہ اسلام کی دعوت سے متاثر ہونے لگے۔

عرب قبائل میں اسلام

حج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوتی سرگرمیاں تیز کردیں جس سے دیگر عرب قبائل میں اسلام پھیلنے لگا اور ان سے بعض با اثر افراد مسلمان ہونے لگے۔ بنو دوس کے ایک سردار حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ بھی ایمان لائے اور انہوں نے اپنے قبیلے میں دعوت کا کام شروع کیا۔ یمن کے بعض لوگ بھی ایمان لے آئے۔ عمان کے قبیلہ ازد کے ایک سردار ضماد ازدی ایمان لائے۔ دیگر قبائل کے لوگوں نے آپ کی دعوت کو مثبت طور پر سنا اور ہمدردی کا اظہار کیا۔

یثرب کے قبائل میں اسلام

یہ دعوت سب سے زیادہ یثرب میں پھیلی جہاں قبیلہ خزرج کے چھ افراد نے اسلام قبول کیا۔ انہوں نے اپنے شہر میں دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا جس سے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے اور اگلے سال ۱۲ لوگ مکہ حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی جسے بیعت عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا جنہوں نے ایک زبردست تبلیغ اور تعلیمی سرگرمی وہاں شروع کی۔ اس کے نتیجہ میں اسلام یثرب کے گھر گھر میں داخل ہو گیا۔

اَوس و خزرج کے سرداروں کا قبول اسلام

۶۲۲ء میں ۷۲ لوگ حج کے لیے مکہ آئے جن میں قبیلہ اوس اور خزرج دونوں کے سردار شامل تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور آپ کو مدینہ آنے کی دعوت دی جسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے قبول کر لیا اور مدینہ کو مسلم کمیونٹی کا مرکز بنانے کا فیصلہ فرمالیا۔ اس بیعت کو بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہید کرنے کا منصوبہ

اہل مکہ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی سرگرمیوں کا علم تھا۔ وہ اب اس بات سے خائف تھے کہ اگر آپ نے ہجرت کر لی تو اسلام بہت تیزی سے ترقی کرے گا۔ اس وجہ سے انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ آپ کو شہید کر دیا جائے۔ اس کے لیے انہوں نے مختلف قبائل کے جوانوں پر مبنی ایک تنظیم بنائی جس میں خفیہ طور پر رات کے اندھیرے میں آپ کو شہید کرنا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ آپ کا خاندان بنو ہاشم، ان قبائل سے قصاص نہیں لے سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی اور آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہجرت کر کے یثرب چلے آئے جس سے اس مقدس شہر کا نام مدینۃ النبی یعنی نبی کا شہر ہو گیا اور آج تک اس کا یہی نام ہے۔

مشرکین مکہ کی اشیاء

مشرکین مکہ اس مخالفت کے دور میں بھی اپنی قیمتی اشیاء اور مال دولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھا کرتے تھے۔ کیونکہ زمانہ قبل از اعلان نبوت ہی سے آپ کی شہرت صادق اور امین کی تھی۔ آپ نے مکہ سے روانگی سے پہلے جو آخر کام کیا وہ یہ تھا کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ذمہ داری سونپی کہ یہ امانتیں متعلقہ افراد کے سپرد کر دیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے اور بعد میں مکی مسلمان ہجرت کرتے رہے اور اس طرح سے مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد پڑی۔

❁❁❁

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدنی دور

(۶۲۲ء سے ۶۳۲ء یعنی ۱ ہجری سے ۱۱ ہجری تک)

مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متعدد نئے گروہوں سے واسطہ پڑا اور نئے چیلنجز سامنے آئے جن گروہوں کے ساتھ آپ کو اب معاملہ کرنا تھا وہ یہ تھے۔

مدینہ میں دعوتی حکمت عملی

۱۔مہاجرین:

یہ وہ صحابہ تھے جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے۔ان کے کاروبار اور جائدادیں وہیں رہ گئی تھیں اور ان پر مشرکین نے قبضہ کر لیا تھا۔اس وجہ سے انہیں آباد کرنا ایک بڑا معاشی چیلنج تھا۔

۲۔انصار:

یہ وہ صحابہ تھے جن کا تعلق مدینہ منورہ سے تھا۔یہ دو قبیلے متعدد خاندانوں میں منقسم تھے۔اوس اور خزرج میں ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی ایک بڑی جنگ بعاث ہو چکی تھی اور اس جنگ کی نفرتیں ابھی تازہ تھیں۔ان سب کو یکجا کرنا اور ان کی باہمی دشمنیوں کو ختم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک بہت بڑا سیاسی اور معاشرتی چیلنج تھا۔انصار کے نومسلموں کی تعلیم و تربیت بھی کرنے کا ایک بڑا کام تھا۔

۳۔مدینہ کے مشرکین:

یہ اوس اور خزرج کے وہ لوگ تھے جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے اور تذبذب کا شکار تھے۔ان تک دین کی دعوت پہنچانا اور پھر ان میں جو لوگ مسلمان ہوں ان کی تعلیم و

تربیت کا اہتمام کرنا ایک چیلنج تھا۔

۴۔منافقین:

یہ وہ لوگ تھے جو اسلام کی بڑھتی ہوئی قوت کے سبب بظاہر مسلمان ہو گئے تھے مگر دل سے اسلام پر یا تو مطمئن نہیں تھے یا پھر کسی تعصب میں مبتلا تھے۔ہجرت سے پہلے منافقین کا کوئی وجود نہیں تھا کیونکہ کوئی بھی شخص ایسے نظریے کے لیے تکالیف نہیں اٹھاتا جس پر وہ ایمان نہ رکھتا ہو۔ہجرت کے بعد چونکہ ایک ریاست قائم ہو گئی تھی۔اس لیے دنیا مفادات کے تحت بعض لوگ منافق بن کر مسلم معاشرے میں داخل ہو گئے۔ان لوگوں سے نمٹنا ایک اور بڑا چیلنج تھا ان میں سب سے نمایاں عبداللہ عبداللہ بن ابی تھا جس کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے اہل مدینہ اسے بادشاہ بنانے کا ارادہ کر چکے تھے لیکن آپ کی تشریف آوری کے سبب یہ منصوبہ کھٹائی میں پڑ گیا تھا۔اس وجہ سے یہ دل ہی دل میں مسلمانوں کا شدید مخالف بن چکا تھا۔

۵۔مدینہ کے یہود:

مدینہ منورہ میں یہود کے تین قبائل آباد تھے جن کے نام بنو قینقاع و بنو نضیر اور بنو قریظہ تھے۔ یہ مدینہ کے سب سے زیادہ تعلیم یافتہ لوگ تھے اور مدینہ کی معیشت اور تجارت پر چھائے ہوئے تھے۔سودی کاروبار کے ذریعے ان لوگوں نے اوس اور خزرج کے بہت سے لوگوں پر اپنا اثر ورسوخ قائم کر رکھا تھا۔انہوں نے بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۶۔مکہ کے مشرکین:

مکہ کے مشرکین کے لئے اسلام اب ایک بڑا خطرہ بن چکا تھا کیونکہ اسے ایک ریاست کی طاقت حاصل ہو چکی تھی۔انہوں نے مدینہ منورہ کی اس ریاست کے خلاف گوریلا کارروائیاں شروع کر دیں۔یہ سب سے بڑا خارجی چیلنج تھا۔

۷۔مدینہ سے باہر مشرک قبائل:

مدینہ کے گرد ونواح میں متعدد عرب قبائل آباد تھے جن کا مذہب بت پرستی تھا۔ان میں سے بعض اہل مکہ کے حمایتی تھے اور بعض غیر جانبدار تھے۔ان کے ساتھ نمٹنا ایک بڑا مسئلہ تھا۔ان میں سے بعض قبائل لوٹ مار کے عادی تھے اور مدینہ کی ریاست کی صورت میں ایک معاشی قوت ان کے سامنے آ چکی تھی جس کی جانب یہ للچائی ہوئی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔

مسجد نبوی کی تعمیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی براہ راست رہنمائی میں چیلنجز سے نمٹنے کا سلسلہ شروع فرمایا۔آپ نے مدینہ آمد کے بعد مسجد نبوی تعمیر کروائی جو کہ نہ صرف مسجد تھی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مدینہ کی ریاست کا سیکرٹریٹ Secretriate تھا۔تعلیم و تربیت کے لیے اسے ایک تعلیمی ادارے کی حیثیت حاصل تھی۔

مؤاخات

مہاجرین کو سیٹل کرنے کے لیے آپ نے مؤاخات کا اہتمام فرمایا تھا۔اس معاہدہ کے تحت ہر مہاجر کو ایک انصاری کا بھائی بنا دیا۔انصار نے اپنے ان بھائیوں کو سیٹل ہونے میں مدد دی اور مہاجرین نے بھی ان پر بوجھ بننا پسند نہ کیا بلکہ کاروبار اور زراعت میں ان کے ساتھ شریک ہو گئے۔ اس طرح وہ جلد ہی اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔

انصار نے اس درجے ایثار کا مظاہرہ کیا کہ اپنی زرعی زمینوں اور کھجور کے باغات کو مہاجرین کو دینے کا ارادہ کیا لیکن مہاجرین نے اسے قبول نہ کیا۔طے یہ پایا کہ مہاجرین انصار کی زمینوں پر کام کریں گے اور پیداوار کو ان کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔

تاریخ انسانی کا پہلا دستور

مہاجرین ،انصار، یہود اور مشرکین مدینہ کے ساتھ ایک معاہدہ تحریر کیا گیا جو تاریخ انسانی کا پہلا تحریری دستور تھا۔ اس معاہدے کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی ریاست کا سربراہ تسلیم کرلیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ سبھی قبائل اور خاندانوں کو اپنے اندرونی معاملات میں آزادی دے دی گئی۔ یہود کو ایک الگ امت تسلیم کیا گیا اور انہیں اپنے مذہبی اور اندرونی معاملات میں خود مختاری دے دی گئی۔ کسی خطرے کی صورت میں لازم تھا کہ مدینہ کے تمام باشندے مذہب سے قطع نظر مل کر مقابلہ کریں گے۔

یہود کو دعوت

مدینہ میں جو لوگ ابھی شرک پر قائم تھے ان میں دعوت وتبلیغ کا زبردست سلسلہ شروع کیا گیا۔ یہ لوگ مسلمان انصاریوں کے قریب رشتہ دار تھے اس لئے ان میں دعوت پھیلنے لگی اور آہستہ آہستہ یہ سب مسلمان ہو گئے تو یہودیوں کے ساتھ بھی دعوت وتبلیغ کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ چونکہ یہ ایک تعلیم یافتہ قوم تھی اور اس کے پاس تورات موجود تھی اس لئے ان سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ راست مباحثے کیے۔ اس کے نتیجے میں ان کے ایک بڑے عالم عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایمان لائے تاہم یہودیوں کی اکثریت نے آپ پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔

تعلیم وتربیت

مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کے لیے دو اہتمام کیے گئے: (۱) ایک قرآن کی تعلیم کے مدارس (۲) دوسرے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا درس۔

سب مسلمانوں پر لازم تھا کہ وہ نماز کے لیے مسجد نبوی میں آئیں اور مختلف نمازوں کے بعد رسول اللہ ﷺ انہیں دین کی باتیں بتایا کرتے تھے۔ مسجد نبوی کے

ساتھ ایک پلیٹ فارم تعمیر کیا گیا جسے صفہ کہا جاتا ہے۔ اس پر ایک چھپر نما چھت تھی اور یہ ان صحابہ کے لیے تھا جو ہمہ وقت دین سیکھتے تھے اور دن میں محنت مزدوری کر کے اپنی ضروریات پوری کرلیتے تھے۔

بیرونی لوگوں سے معاہدے

بیرونی خطرات سے نمٹنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے گرد و نواح میں موجود قبائل کے ساتھ دوستی کے معاہدے کئے ان معاہدوں کی بنیادی شق یہ تھی کہ مدینہ کی ریاسے اور یہ قبائل اپنے اپنے معاملات میں آزاد ہوں گے اور کسی ایک فریق پر بیرونی حملے کی صورت میں دوسرا فریق اس کا ساتھ دے گا۔ ان میں سب سے نمایاں قبیلہ جہینہ تھا جو مدینہ کے شمال میں آباد تھا۔ ایسا ہی معاہدہ بنوضمر کے ساتھ کیا گیا جو ساحلی تجارتی شاہرہ کے ساتھ آباد تھا۔ اس طرح سے شمالی سمت بیرونی حملہ آوروں سے محفوظ ہوگئی اس کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ ان قبائل کے دروازے اسلام کی دعوت کے لیے کھل گئے۔

اہل مکہ سے اعلان جنگ (۶۲۲ء سے ۶۲۳ء) تک

اہل مکہ نے مدینہ کی ریاست کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا۔ انہوں نے حرم کے دروازے مسلمانوں کے لیے بند کر دیے تھے حالانکہ عرب روایت کے مطابق وہ کسی کو خانۂ کعبہ میں آکر عبادت کرنے سے روک نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے مدینہ میں چھوٹی موٹی گوریلا کاروائیاں شروع کر دی تھیں۔ یہ لوگ مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کے جانور لوٹ لیتے۔ اب تک مسلمانوں نے مشرکین مکہ کے خلاف کوئی جنگی کاروائی نہ کی تھی مگر اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ

لَقَدِيْرُ ۝٣٩ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ
يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ
لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ
اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ
عَزِيْزٌ ۝٤٠

ترجمہ: ”ان لوگوں کو جنگ کی اجازت دے دی گئی ہے، جن کے خلاف جنگ کی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور یقیناً اللہ ان کی مدد کرنے پر قدرے رکھتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں ناحق ان کے گھروں سے نکال باہر کیا گیا ہے اور یہ محض اس بجہ سے ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اگر اللہ بعض لوگوں کے جہاد کے ذریعے ظالموں کی سر براہی کو بی نہ کرتا تو وہ تو خانقاہیں گرجے عبادت گاہیں اور مساجد جن میں اللہ کا نام کیا جاتا ہے مسمار کر دی جاتیں ہے۔ اللہ ان لوگوں کی مدد ضرور کرے گا جو اس کی مدد کریں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور اور زبردست ہے“۔ (سورہ حج آیت نمبر ۳۹، ۴۰)

اہل مکہ کے خلاف کارروائی

اس اجازت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ اور ان کے حلیف دشمنوں کے خلاف ریاستی سطح پر کارروائیوں کا سلسلہ شروع کیا۔ ان میں سب سے نمایاں کارروائی یہ تھی کہ اہل مکہ کے شام کے ساتھ تجارتی راستے کو بند کر دیا جائے۔ اس لئے کہ دور جاہلیت ہی سے شام اور یمن کے ساتھ تجارت ہی اہل مکہ خوشحالی کا سبب تھی۔ اگر اس تجارت کو بند کر دیا جاتا تو اہل مکہ مجبور ہو کر مسلمانوں کی مخالفت سے باز آ جاتے۔ شام سے تجارت بند ہو جاتی تو یمن کی تجارت خود بخود ختم ہو جاتی کیونکہ وہ یمن کا مال شام میں اور

شام کا مال یمن میں فروخت کیا کرتے تھے۔ اس کے لیے رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے مہمات روانہ کرنا شروع کیں جن کا مقصد اہل مکہ کے تجارتی قافلوں کو روکنا تھا۔

سن ۶۲۳ء سے ۶۲۴ء یعنی ا ہجری سے ۲ ہجری تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عسکری مہمات تجارتی شاہراہ پر بھیجنا شروع کر دیں جن کے کئی مقاصد تھے۔

(۱) ایک تو یہ کہ اہل مکہ کے تجارتی راستے پر کنٹرول حاصل کر لیا جائے۔

(۲) دوسرے یہ کہ کہ لوٹ مار کرنے والے قبائل پر مدینہ کی ریاسے کی ہیبت طاری ہو جائے اور وہ اس پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کریں۔

(۳) تیسرے یہ کہ جو قبائل دوستی پر آمادہ ہوں ان کے ساتھ دوستانہ معاہدہ کیے جائیں۔

ڈیڑھ سال کی مہمات

اس طرح ان مہمات کو ہم کثیر المقاصد مہمات کہ سکتے ہیں۔ تقریباً ڈیڑھ سال کے عرصے میں ایسی آٹھ مہمات روانہ کی گئیں جن میں سے تین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے۔ ان میں کوئی جنگ نہیں ہوئی اور متعدد قبائل کے ساتھ صلح کے معاہدے ہوئے اور بڑی ساحلی شاہراہ پر مسلمانوں کا کنٹرول حاصل ہو گیا۔

جنگ بدر اور اس کے بعد (۶۲۴ء سے ۶۲۵ء یعنی ۲ھ سے ۳ھ تک)

اہل مکہ نے اب مدینہ پر فیصلہ کن ضرب لگانے کا فیصلہ کیا اور ۱۰۰۰ افراد پر مشتمل ایک لشکر تیار کر کے بھیجا۔ اور مسلمانوں نے اسے روکنے کا فیصلہ کیا اور ایک لشکر روانہ کیا جس کی تعداد ۳۱۳ تھی۔ بدر کے مقام پر زبردست جنگ ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تین گنا بڑے دشمن پر فتح نصیب کی۔ ۷۰ کے قریب کفار مارے گئے ۷۰ گرفتار ہوئے اور ان کا بقیہ لشکر فرار ہو گیا۔

اس کے مقابلے میں مسلمانوں کے صرف ۱۴ آدمی شہید ہوئے ۔کفار کے مارے جانے والوں میں اہل مکہ کی پوری لیڈرشپ شامل تھی جن میں ابوجہل ،امیہ بن خلف، عتبہ اور شیبہ بن ربیعہ نمایاں تھے۔ابولہب جنگ میں شریک نہ تھا مگر وہ چیچک کے حملے کا شکار ہوا اور اس میں مارا گیا۔

جنگ اُحد اور اس کے بعد (۶۲۵ء سے ۶۲۷ء) یعنی ۳ھ سے ۵ھ تک)

اہل مکہ اب مدینہ پر بڑے حملے کی تیاری کر رہے تھے۔بالآخر انہوں نے شوال ۶۲۵ء یعنی ۳ہجری میں ۳۰۰۰ کے لشکر کے ساتھ مدینہ پر حملہ کر دیا۔اس لشکر کے سربراہ حضرت ابوسفیان تھے جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے۔اس لشکر کی اطلاع حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مدینہ بھیجی جنہوں نے ابھی اسلام قبول کرنے کا اعلان نہیں کیا تھا۔مسلم لشکر نے مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کا پلان بنایا۔شروع میں اس لشکر کی تعداد ۱۰۰۰ تھی مگر عین موقع پر عبداللہ بن ابی اپنے ۳۰۰ ساتھی لے کر علیحدہ ہو گیا اس کے باوجود احد کے میدان میں جنگ ہوئی۔جنگ احد میں مسلمانوں کو اگرچہ نقصان ہوا مگر یہ جنگ ان کی تحریک کو دبا نہ سکی۔دو مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت و تبلیغ کے لیے بعض قبائل کی فرمائش پر مبلغین روانہ کیے لیکن ان لوگوں نے دھوکے سے ان داعیوں کو شہید کر دیا۔

بنو نضیر کی دشمنی

● یہود کا قبیلہ بنو نضیر بھی کھلی دشمنی پر آمادہ ہو گیا اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی کوشش کی چنانچہ ۶۲۵ء یعنی ۴ ہجری میں مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا۔بالآخر ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہوئے اور انہیں جلاوطن کر دیا گیا۔اب یہود کا صرف ایک قبیلہ بنو قریظہ مدینہ میں باقی رہ گیا تھا۔غزوۂ احد سے واپسی پر ابوسفیان مسلمانوں کو چیلنج کر گئے تھے کہ اگلے سال میدان بدر میں دوبارہ مقابلہ ہوگا۔چنانچہ ۶۲۶ء یعنی ۴

ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر لے کر بدر گئے مگر اہل مکہ مقابلہ پر نہ آئے۔

● اس پورے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب قبائل میں دعوتی سرگرمیاں جاری رکھیں جس کے نتیجے میں بہت سے لوگ ایمان لائے۔تو ان مسلمانوں کے لئے لازم قرار دیا گیا کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ آ جائیں۔

جنگ خندق اور اس کے بعد (۶۲۷ء سے ۶۲۸ء تک یعنی ۵ھ سے ۶ھ تک)

دوسری طرف کفار مکہ اور بنو نضیر کے جلاوطن یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف ایک زبردست تحریک شروع کی اور لوٹ مار کرنے والے عرب قبائل کو ساتھ ملانے کی کوشش کی۔انہوں نے ۱۰۰۰۰ کا لشکر تیار کر کے ۶۲۷ء یعنی ۵ ہجری میں مدینہ کی جانب پیش قدمی شروع کر دی مسلمانوں کے پاس اس وقت ۳۰۰۰ کے قریب جنگجو موجود تھے۔

نعیم بن مسعود کی حکمت عملی

● اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی مدد آئی اور بنو غطفان کے ایک سردار نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے۔انہوں نے اہل مکہ اور بنو قریظہ میں غلط فہمیاں پیدا کر دیں۔اللہ تعالیٰ نے ایک تیز آندھی بھیجی اور موسم نہایت ہی سرد ہو گیا۔دوسری طرف حج کا موسم بھی قریب آ گیا اور اہل مکہ کو حج کے موقع کے معاشی فوائد کی یاد ستانے لگی بالآخر ان کے اعصاب جواب دے گئے اور انہوں نے واپسی کا ارادہ کر لیا۔اس غزوہ میں کوئی بڑی جنگ نہیں ہوئی لیکن اہل مکہ نفسیاتی طور پر اس درجے میں ٹوٹ گئے کہ اس کے بعد کبھی دوبارہ مدینہ پر حملہ آور نہیں ہو سکے۔

بنو قریظہ کا محاصرہ

جنگ کے بعد نبی کریم سلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا۔اس قبیلے کی جانب سے یہ دوسری مرتبہ بدعہدی تھی۔اس سے پہلے یہ جنگ بدر کے موقع پر اہل مکہ کی

مالی مدد کر کے بدعہدی کر چکے تھے۔ انہوں نے اس شرط پر ہتھیار ڈالے کہ ان کا فیصلہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کریں گے۔ یہ قبیلہ اوس کے سردار اور جلیل القدر صحابی تھے اور دور جاہلیت میں بنو قریظہ ان کے قبیلے کے حریف تھے۔

حضرت سعد نے تورات کے قانون کے مطابق فیصلہ کیا کہ ان کے لڑنے والے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور خواتین اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے۔ اس فیصلے پر عمل ہوا اور بنو قریظہ کو ان کی بدعہدی کی سزا مل گئی۔ خواتین اور بچے مسلمان ہو گئے اور انہیں کچھ عرصے بعد آزاد کر دیا گیا۔ بنو قریظہ کے لوگوں نے بدعہدی نہیں کی تھی اس لئے انہیں چھوڑ دیا گیا۔ اس فیصلے کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جنگ خندق میں آنے والے ایک زخم کی تاب نہ لا کر شہید ہو گئے۔

صلح حدیبیہ اور جنگ خیبر (۶۲۸ء سے ۶۳۰ء یعنی ۶ ھ سے ۸ ھ تک)

اب اسلام کے لیے صرف تین خطرات باقی تھے: ایک اہل مکہ، دوسرے یہود اور تیسرے وہ عرب بدو جو مدینہ پر لوٹ مار کے لئے حملے کیا کرتے تھے۔

صلح حدیبیہ

۶ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ کیا اور احرام باندھ کر ۱۴۰۰ صحابہ کے ساتھ مکہ روانہ ہوئے۔ اہل مکہ نے آپ کو روکنے کے لیے ایک دستہ بھیجا لیکن مسلمانوں نے مقابلے کے بجائے دوسرا راستہ اختیار کیا اور بالآخر مکہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر پڑاو ڈالا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو پیغام بھیجا کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہیں بلکہ عمرہ کا ہے۔ اگر قریش چاہیں تو ہم صلح کا معاہدہ کرنے کے لیے بھی تیار ہیں۔ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر ان کے پاس بھیجا۔ انہوں نے حضرت عثمان کو روک لیا اور یہ مشہور ہو گیا کہ آپ کو شہید کر دیا گیا۔ اس وقت کے بین

الاقوامی قانون کے مطابق سفیر کے قتل کو قوم ناجائز سمجھتی تھی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے بیعت لی جو کہ بیعت رضوان کہلاتی ہے۔

● قریش کے معقول لوگوں نے اپنی قوم کو صلح کی ترغیب دی اور ان کے سفیر حضرت سہیل بن عمرو (جو بعد میں ایمان لائے) نے آ کر صلح کا معاہدہ کر لیا۔

صلح حدیبیہ کی حکمت عملی

صلح حدیبیہ کے عاہدے کی شرائط کا مسلمانوں کو بہت فائدہ ہوا۔ جو عرب قبائل قریش کے احترام کی وجہ سے مسلمانوں سے معاملہ کرنے میں متردد تھے۔ اب ان سے معاہدے ہونے لگے اور اسلام کی دعوت تیزی سے عرب قبائل میں پھیلنے لگی۔ خود اہل مکہ میں اسلام کی دعوت پھیلنے لگی۔ اس طرح اسلام کو درپیش ایک بڑا خطرہ جو اہل مکہ سے تھا ختم ہو گیا۔ لیکن دوسرا خطرہ یہود کا ابھی باقی تھا۔ مدینہ سے جلاوطن ہونے والے یہودی اب خیبر میں آباد ہو چکے تھے جو مدینہ کے شمال میں ۱۷۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک بڑا نخلستان ہے یہاں انہوں نے مدینہ پر فیصلہ کن حملے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

خیبر کی فتح

۶۲۹ء یعنی ۷ ہجری میں رسول اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان میں شریک صحابہ کے ہمراہ خیبر پر لشکرکشی کی۔ خیبر کے سبھی قلعے یکے بعد دیگر فتح ہوتے چلے گئے۔ بعض قلعے صلح سے فتح ہوئے اور اس کے باشندوں نے اطاعت قبول کر لی۔ خیبر کی فتح کے بعد مسلمانوں کی معاشی حالت بہت بہتر ہوئی۔ یہود اطاعت قبول کر چکے تھے اور اہل مکہ کے ساتھ صلح کا معاہدہ تھا۔

حفاظت مدینہ کے لئے ۱۶ مہمات

اب تیسرا خطرہ باقی تھا جو متفرق عرب قبائل پر مشتمل تھا۔ یہ لوگ موقع دیکھ کر

مدینہ پر چھوٹے موٹے حملے کر دیتے اور اور مویشی لوٹ کر فرار ہو جاتے۔ ان کی سرکوبی ایک مشکل کام تھا کیونکہ یہ کسی ایک جگہ نہیں رہتے تھے بلکہ حملہ کر کے صحرا میں فرار ہو جایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً ۱۶ مہمات روانہ کیں تا کہ ان قبائل پر رعب ڈالا جا سکے اور یہ مدینہ پر حملہ نہ کر سکے۔

ساتویں ہجری میں عمرہ

۷ ہجری ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا کیا اور آپ کی کاوشوں کے سبب اہل مکہ میں اسلام کی دعوت پھیلنے لگی اور ان کے بڑے اور نمایاں لوگوں میں حضرت خالد بن ولید، عمر بن عاص اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم ایمان لائے۔

مکہ میں ساتویں ہجری میں قحط

ساتویں ہجری میں مکہ میں قحط پڑا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد کے لیے کھجوریں بھیجیں۔ اس سے بھی ان کے دل تبدیل ہونا شروع ہوئے اور نفرت کی جگہ محبت پیدا ہونے لگی۔

دنیا کے بادشاہوں کے نام خطوط (۶ھ سے ۷ھ تک)

چھٹی ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرد و پیش کی سلطنتوں کے سر براہوں کے نام خطوط لکھے جن میں انہیں اسلام لانے کی دعوت دی۔ ان میں روم کا بادشاہ ہرقل، ایران کا بادشاہ خسرو پرویز، حبشہ کا بادشاہ نجاشی، مصر کا بادشاہ مقوقس، بحران کا بادشاہ منذر بن ساوی یمامہ کا قبائلی لیڈر ہوذہ بن علی عمان کے دو بادشاہ جیفر اور عبد، اور غسان کا بادشاہ حارث شامل تھے۔

ان خطوط کا مضمون کم وبیش یکساں تھا سوائے عیسائی بادشاہوں کے کہ انہیں توحید کے ساتھ مشترک عقیدے کو اختیار کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ ان میں سے حبشہ بحرین اور

عمان کے بادشاہوں نے اسلام قبول کیا۔ اور روم کے بادشاہ احترام سے پیش آئے جبکہ ایران اور غسان کے بادشاہوں نے بدتمیزی کی۔

اُردن کے بادشاہ کو خط

ایک خط جنوبی شام موجودہ اُردن کے علاقے بلقاء کے غسانی گورنر شرجیل بن عمرو کو بھی بھیجا گیا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہید کروا دیا۔ یہ بین الاقوامی قانون کے تحت ایک بدترین جرم تھا اور اس کی سزا دینے کے لیے رسول اللہ نے ۳۰۰۰ افراد پر مشتمل ایک فوج حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں وہاں روانہ کی۔ اس کی اطلاع ملتے ہی قیصر روم نے بھی اپنی ایک یا دو لاکھ فوج مدد کے لیے بھیج دی۔

اردن میں موتہ کے مقام پر زبردست جنگ ہوئی جس میں یکے بعد دیگرے حضرت زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم لشکر اسلام کی قیادت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ ان کے بعد نو مسلم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کمان سنبھالی اور اپنی غیر معمولی عسکری صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے لشکر اسلامی کو بحفاظت نکال لائے۔ یہ رومن امپائر کے ساتھ مسلمانوں کی پہلی جنگ تھی جس کے نتیجے میں پورے شمالی عرب میں مسلمانوں کا رعب پیدا ہوا اور یہاں کے قبائل بنو سلیم اشجع غطفان ذیبان اور فزارہ وغیرہ ایمان لے آئے یہ وہ قبائل تھے جو عرصے سے مدینہ کی ریاست کے لیے مسئلہ بنے ہوئے تھے۔

فتح مکہ اور اس کے بعد (۶۳۰ء سے ۶۳۲ء یعنی ۸ھ سے ۱۱ھ تک)

حدیبیہ کے معاہدہ میں یہ شرط شامل تھی کہ مسلمانوں اور اہل مکہ کے حلیف قبائل بھی شریک ہوں گے اور ان کے خلاف کوئی اقدام اس معاہد کے خلاف سمجھا جائے گا۔ اس معاہدہ کے تحت بنو خزاعہ نامی قبیلہ مسلمانوں کا اور بنو بکر نامی قبیلہ اہل مکہ کا حلیف بنا تھا۔ بنو

خزاعہ ایمان لا چکے تھے۔ان کی آپس میں پرانی دشمنی تھی چنانچہ موقع سے فائدہ اٹھا کر بنوبکر نے بنوخزاعہ پر بے خبری میں حملہ کر دیا اور اہل مکہ نے اس میں ان کا ساتھ دیا۔بنوخزاعہ نے پسپا ہو کر حرم مکہ میں پناہ لی اور اپنا قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ کیا جس نے پوری بات بتائی۔آپ نے معاہدہ کی اس خلاف ورزی پر مکہ پر حملہ کا ارادہ کیا۔

ابوسفیان کی مدینہ آمد

● ادھر قریش کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا اور ان کے سربراہ ابوسفیان مدینہ آئے تا کہ معاہدہ کی تجدید کر سکیں اور اپنی بیٹی ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر ٹھہرے انہوں نے بیٹی سے سفارش کروانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا پھر وہ حضرت ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچے اور ان سے سفارش کروانی چاہی مگر انہوں نے بھی صاف انکار کر دیا۔آخر حضرت علی کے مشورے سے ابوسفیان خود ہی معاہدہ کی تجدید کا اعلان کر کے چلے گئے مگر مسلمانوں نے اسے قبول نہیں کیا۔

فتح مکہ کا پس منظر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰۰۰۰ کا ایک لشکر جرار تیار کیا۔تین سال پہلے غزوہ خندق کے موقع پر مسلمانوں کا لشکر محض ۳۰۰۰ تھا۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تین سال کے عرصے میں کتنے لوگ اسلام قبول کر چکے تھے۔آپ کا پلان یہ تھا کہ مکہ کو بغیر جنگ کے فتح کیا جائے۔

اس لیے آپ نے نہایت رازداری سے سفر جاری رکھا اور مکہ کے قریب پہنچ کر پوری فوج کو پھیلا دیا اور حکم دیا کہ ہر شخص اپنا کھانا پکانے کے لیے الگ آگ جلائے۔اہل مکہ کو اس کی اطلاع ملی تو حضرت ابوسفیان، حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ خود نکلے اور دور دور تک پھیلی ہوئی آگ کا نظارہ کر کے بہت مرعوب ہوئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکی و مدنی دور دعوتی پس منظر میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان

اگلی صبح لشکر مکہ میں اس شان سے داخل ہوا کہ قریش مقابلہ نہ کر سکے۔بعض جذباتی نوجوانوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دستے پر حملہ کیا لیکن خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام اعلان کروا دیا کہ جو شخص خانۂ کعبہ میں چلا جائے یا حضرت ابوسفیان کے گھر چلا جائے یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اس کے لیے امان ہے۔تھوڑی سی دیر میں مکہ فتح ہو گیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انکساری

فتح کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عجز و انکساری کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے کہ آپ کا سر مبارک اونٹ کے کوہان سے ٹکرا رہا تھا۔آپ بیت اللہ تشریف لے گئے اور یہاں نماز پڑھی پھر بیت اللہ کو بتوں اور تصاویر سے پاک کیا۔آپ کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی جس سے آپ بت گراتے جاتے تھے اور ساتھ یہ پڑھتے جاتے:

جاء الحق و زحق الباطل ان الباطل کان زھوقا

(حق آ گیا اور باطل مٹ گیا باطل مٹنے ہی والا ہے)۔

قریش اب خانۂ کعبہ کے سامنے جمع تھے۔ان امور سے فارغ ہو کر آپ نے خطبہ دیا جس میں فرمایا: ’’اے قریش کے لوگوں اللہ نے آپ سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کو ختم کر دیا ہے۔سب لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿١٣﴾

ترجمہ: ”اے انسانو: ہم نے سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے تخلیق کیا اور آپ کو قومیں اور قبیلے اس لیے بنایا کہ آپ ایک دوسرے کو پہچان سکیں یقیناً اللہ کے نزدیک تو سب سے زیادہ باعزت وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو یقیناً اللہ جاننے والا اور باخبر ہے۔“ (الحجرات آیت نمبر ۱۳)

پھر آپ نے قریش سے پوچھا: آپ لوگوں کے خیال میں میں آپ کے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں انہوں نے عرض کیا آپ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر میں آپ سے وہی بات کہوں گا جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی سے کہی تھی۔ لا تثریب علیکم الیوم (آج آپ پر کوئی سرزنش نہیں کی جائے گی آپ سب آزاد ہیں)۔ اس کریمانہ سلوک پر قریش کے دل کی دنیا بدل گئی اور وہ سب کے سب ایمان لے آئے۔

قاتلوں کو معافی

● نو دس کے قریب ایسے افراد تھے جنہوں نے اسلام سے غیر معمولی دشمنی کر رکھی تھی اور بڑے جنگی جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں حکم جاری کر رکھا تھا کہ انہیں ہر صورت میں قتل کر دیا جائے۔ ان میں سے چار افراد کو قتل کیا گیا جبکہ پانچ لوگوں نے آ کر معافی مانگ لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف کر دیا۔ معافی پانے والوں میں آپ کی بڑی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہ کا قاتل بھی شامل تھا۔ آپ کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی اور قتل کی محرکہ ہند بنت عتبہ کو بھی معاف کر دیا اور یہ سب بعد میں مخلص مسلمان ثابت ہوئے رضی اللہ عنہم۔

منات وعزیٰ کا خاتمہ

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی وسلم نے حضرت علی خالد بن ولید عمرو بن عاص اور سعد رضی اللہ عنہم کی سرکردگی میں مہمات مکہ کے گرد نواح میں بھیجیں جنہوں نے منات اور

عزیٰ کے آستانوں کا خاتمہ کر دیا ان میں چھپی عورتیں نکلیں جو دیوی بن کر لوگوں کو گمراہ کرتی تھیں انہیں قتل کر دیا گیا۔

غزوہ حنین

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف متوجہ ہوئے یہاں کے قبائل نے ایک لشکر تیار کیا اور مکہ اور طائف کے درمیان حنین کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں مسلم فوج کی تعداد ۱۲۰۰۰ تھی اسی میں مکہ کے نومسلم بھی شامل تھے۔ شروع میں دشمن کی تیراندازی سے گھبرا کر مسلم افواج میں بھگدڑ مچی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت قدم رہے اور مسلم افواج نے دوبارہ منظم ہو کر فتح حاصل کی۔

اس جنگ میں دشمن کے ۶۰۰۰ قیدی ہاتھ آئے۔ جنگ کے خاتمہ پر بنو ہوازن ایمان لے آئے اور ان قیدیوں کو آزاد کر دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کی جانب پیش قدمی فرمائی اور شہر کا محاصرہ کر لیا مگر اس محاصرے میں یہ شہر فتح نہ ہو سکا۔

فتح مکہ کے بعد پانچ مہمات

فتح مکہ کے بعد پانچ مہمات قبائل کی طرف بھیجی گئیں جن میں سے ایک قبیلہ بنو تمیم کی طرف تھا۔ اس قبیلے کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قیصر روم اور غسانی بادشاہ مل کر مسلمانوں کے خلاف ایک لشکر تیار کر رہے ہیں۔

غزوہ تبوک

۹ ہجری میں آپ نے ۳۰۰۰۰ کی ایک زبردست فوج تیار کی اور شمال کی جانب پیش قدمی کی۔ اس غزوے میں صحابۂ اکرام رضی اللہ عنہم نے بڑھ چڑھ کر ایثار کا مظاہرہ کیا۔ تبوک کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جا کر ٹھہرے اور دشمن مقابلے میں نہ آیا اس مہم کا

فائدہ یہ ہوا کہ شمالی عرب میں مسلم ریاست مستحکم ہوگئی۔سرحدی قبائل نے اطاعت قبول کی اور قیصر روم کے بجائے مسلمانوں کے اتحادی بن گئے۔

فتح مکہ کے بعد عرب قبائل کا قبول اسلام

فتح مکہ کے بعد پورے عرب کی نفسیات بدل گئی انہوں نے یہ جان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر پیشین گوئی پوری ہوئی تھی۔اب قبائل کے وفود جوق در جوق مدینہ منورہ آنے لگے اور اسلام قبول کر کے اپنے قبائل میں واپس جانے لگے۔۹ ہجری کا نام ہی عام الوفود یعنی وفود کا سال پڑ گیا۔

سیرت نگاروں کا اندازہ ہے کہ ان وفود کی تعداد ۷۰ کے قریب تھی۔ان میں سب سے نمایاں وفد قبیلہ بنوثقیب کا تھا جو کہ طائف کے باشندے تھے چنانچہ طائف بغیر کسی جنگ کے فتح ہوگیا۔رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک دستہ طائف بھیجا جس نے لات کے آستانے کو تباہ کر دیا۔یمن کے مقامی حکمرانوں نے بھی وفد بھیجا اور اسلام میں داخل ہوگئے۔ایک قابل ذکر وفد نجران کا تھا جو کہ ایک عیسائی اکثریتی شہر تھا۔انہوں نے بھی اطاعت قبول کر لی۔

امیر حج

ذی الحجہ ۹ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔اس موقع پر سورۃ توبہ کی ابتدائی آیات نازل ہوئی جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر حج کے اجتماع میں سنایا۔ان آیات کی رو سے مشرکین عرب کے لیے دو باتیں رکھی گئیں یا تو وہ ایمان لے آئیں یا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔جن عرب قبائل کے ساتھ غیر متعین مدت کے معاہدے ہوئے تھے۔انہیں ختم کر دیا گیا تھا اور جن کے ساتھ متعین مدت کے معاہدے تھے انہیں بتا دیا گیا کہ معاہدے کی تجدید نو ہوگی۔مشرکین کو خانۂ

کعبہ کے پاس آنے سے روک دیا گیا مشرکین عرب کے لیے یہ بالکل ویسی ہی سزا تھی جیسا کہ قوم نوح عاد ثمود اور فرعون کو دی جا چکی تھی اس کے بعد سبھی مشرکین عرب نے اسلام قبول کر لیا۔

رسول کریم ﷺ کا حج

ذی الحجہ ۱۰ ہجری میں رسول اللہ علیہ وسلم نے حج ادا فرمایا اور اس میں سوا لاکھ کے قریب صحابہ نے شرکت کی اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا جس میں مستقبل کی پالیسی کے خطوط واضح فرما دیے۔اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ
وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

ترجمہ: ''آج کے دن میں نے آپ لوگوں کے لیے آپ کے دین کو مکمل کر دیا اور آپ پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا اور اسلام کو آپ کے دین کی حیثیت سے پسند کر لیا''۔(سورہ مائدہ آیت نمبر ۳)

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن مکمل ہو چکا تھا اور دین مکمل ہو چکا تھا۔پورا جزیرہ نما عرب اسلام کے زیر نگیں آ چکا تھا اور اب اس مشن کے انٹرنیشنل لیبل پر آغاز ہونا تھا مگر اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیار کردہ صحابی کافی تھے۔اس کے لئے اپنے آخری ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم تیار کر کے حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کی سرکردگی میں شام کی طرف بھجوایا۔ابھی یہ لوگ مدینہ کے قریب ہی تھے کہ حجۃ الوداع کے تین ماہ بعد ربیع الاول ۲ ۶۳۲ء یعنی ۱۱ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات واقع ہوگئی۔

۞۞۞

باب دوم

رسول کریم ﷺ کی نبوت کے بعد کا
مکی و مدنی دور ایک نظر میں

رسول کریم ﷺ کی مکی زندگی کے ۱۳ سال

رسول کریم ﷺ کی دعوتی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے: ایک مکی دور اور دوسرا مدنی دور۔ جس میں مکی دور کو بھی تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جس میں پہلا مرحلہ خفیہ دعوت کا دوسرا اعلانیہ دعوت کا تیسرا خارجی دعوتی سرگرمیوں کا دور۔

● پہلا مرحلہ۔ شروع میں خفیہ دعوت ۳ سال یعنی پہلی نبوی سے ۳ نبوی تک (قریبی لوگوں میں بیوی حضرت خدیجہؓ وغلام حضرت زیدؓ وحضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ)۔

● دوسرا مرحلہ۔ چوتھی نبوی سے ۱۰ نبوی تک اعلانیہ دعوت ٦ سال اپنے علاقہ یا ملک والوں کو دعوت جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ ﴿۲۱۴﴾ (سورہ الشعراء: ۲۱۴)

''اور آپ ڈرائیں اپنے قبیلے یعنی اپنے قریبی لوگوں کو''

● تیسرا مرحلہ۔ ۱۰ ویں نبوی سے ہجرت تک اعلانیہ طور پر ۳ سال دعوت مکہ کے باہر کا دورہ اور طائف کا سفر۔

هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ﴿۳۳﴾ (سورہ توبہ: ۳۳)

''وہ (ذات) جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ، تاکہ غالب کرے اس کو تمام ادیان پر اور اگرچہ کتنا ہی ناگوار ہو مشرکوں کو''

آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے جو زندگی گزاری، اس کو مکی زندگی کہا جاتا ہے مکی زندگی کا زمانہ بڑا ہی صبر آزما ہے جس زمانہ میں آپ ﷺ کا اور آپ کے

خاندان کے لوگوں اک بائیکاٹ کیا گیا تھا اور آپ ﷺ اپنے خاندان کے ساتھ ابوطالب کی گھاٹی میں پناہ گزیں تھے، تقریباً تین سال کا عرصہ اسی کشمکش میں گزرا ہے، اس عرصہ میں جب بھی حرمت والے مہینے آتے تھے تو بائیکاٹ والی پابندی ختم ہو جاتی تھی، سال کے ان چار مہینوں میں آپ ﷺ اور خاندان والوں کو کچھ سکون ملتا تو ان چار مہینوں میں خاندان کے سارے لوگ قربانی کے جانوروں کے گوشت جمع کرتے تاکہ ان کو سکھا کر رکھ لیں اور دوسرے دنوں میں کھا سکیں مگر آپ ﷺ ان چار مہینوں کو اسلام کی اشاعت کے لئے سنہریٰ موقع تصور فرماتے اور مختلف قبیلوں کی قیام گاہوں کی طرف نکل جاتے اور ان کو اسلام کی دعوت پہنچاتے اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو دعوت دین کی فکر کس قدر تھی۔

● گیارہویں نبوی میں قبیلۂ خزرج کے ۶ لوگوں کو آپ ﷺ نے دعوت دی جن کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابواُمامہ اسعد بن زرارہ (یہ قبیلۂ بنی النجار میں سے تھے۔ اس قبیلہ سے رسول کریم ﷺ کی رشتہ داری تھی)۔

۲۔ عوف بن الحارث بن رفاعہ (ابن عفراء) (قبیلۂ بنی نجار)۔

۳۔ رافع بن مالک بن عجلان (قبیلۂ زریق) (رسول کریم ﷺ نے ان کو قرآن مجید جس وقت نازل ہوا تھا، لکھا ہوا عطا فرمایا)۔

۴۔ قطبۃ بن عامر بن حدیدۃ (قبیلۂ بنی سلمہ)۔

۵۔ عقبہ بن عامر بن نابی (قبیلہ بنی حرام بن کعب)۔

۶۔ جابر بن عبداللہ بن رئاب (قبیلہ بنی عبید بن عدی)۔

● بارہویں نبوی کو بیعت عقبہ اولیٰ میں موسم حج میں انصار کے ۱۲/افراد آئے اور عقبہ کے پاس آکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ اس بیعت کو اصطلاحاً 'بیعۃ النساء' بھی

کہتے ہیں۔ نبوت کے گیارہویں سال موسم حج میں جو لوگ آئے تھے ان میں سے حضرت جابر بن عبداللہ کے علاوہ سب ہی اس دوسرے سال (یعنی نبوت کے بارہویں سال) بھی آئے۔ مزید جو افراد آئے تھے ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ معاذ بن الحارث بن رفاعہ (قبیلۂ بنی النجار) خزرج

۲۔ عویمر بن مالک بن الاوس

۳۔ ذکوان بن عبدالقیس (یہ مکہ ہی میں رہے (قبیلہ بنی زریق)

۴۔ عبادہ بن الصامت (قبیلۂ بنی غنم) (خزرج)

۵۔ یزید بن ثعلبہ (قبیلۂ بنی غنم کے حلیف) خزرج

۶۔ ابوالہیثم بن التیہان (قبیلہ بنی عبدالاشہل) یہ اوس کے تھے۔

مدینہ میں اسلام کے پہلے مبلغ

● ۱۲ ویں نبوی کو رسول کریم ﷺ نے مصعب بن عمیرؓ کو ان کے ساتھ روانہ کیا۔ وہ مدینہ پہنچ کر حضرت اسعد بن زرارہؓ کے مکان میں مقیم ہوئے اور اسی مکان کو تبلیغی مرکز بنایا۔

بیعتِ عقبہ اولیٰ کا اقرارنامہ

رسول کریم ﷺ نے درج ذیل باتوں کا اقرار کروایا تھا۔

۱۔ ہم خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔

۲۔ چوری اور زناکاری کے قریب نہ جائیں گے۔

۳۔ اپنی لڑکیوں کو قتل نہیں کریں گے۔

۴۔ تہمت نہیں لگائیں گے۔

۵۔ کسی کی چغلی نہیں کھائیں گے۔

۶۔ ہر اچھی بات میں نبی ﷺ کی اطاعت کریں گے۔

نبوت کے ۱۳ ویں سال بیعتِ عقبہ ثانیہ

نبوت کے تیرہویں سال موسم حج میں قبیلۂ اوس اور قبیلۂ خزرج کے ۷۲ مرد اور ۲ عورتیں مکہ مکرمہ آئے۔ اور عقبہ کی گھاٹی میں بیعت کی۔ اس بیعت کے موقع پر رسول کریم ﷺ نے ۱۲ نقیب مقرر کیے۔ قبیلہ خزرج سے نو اور قبیلہ اوس سے تین۔ مذکورہ بارہ آدمیوں سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ذمہ دار تھے اسی طرح میں تم کو تمہاری قوم کی تعلیم کا ذمہ دار بناتا ہوں اور میں تم سب کا ذمہ دار ہوں۔ اسی میں سے اسعد بن زرارہ تھے جن کی کنیت ابوامامہ تھی۔ انصار میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ انھوں نے ہی سب سے پہلے مدینہ میں جمعہ پڑھایا۔ آپ کا انتقال غزوۂ بدر سے پہلے ہوا۔

بیعت عقبہ ثانیہ میں بیعت کرنے والی خواتین

۱۔ ام عمارۃ نسیبۃ بن کعب المازنیۃ

۲۔ اسماء بنت عمرو بن عدی

۱۳ ویں سال دارالندوہ میں میٹنگ

دارالندوہ میں سرداران قریش کی خفیہ میٹنگ ہوئی اور یہ طے پایا کہ ہر قبیلہ سے ایک عالی نسب نوجوان منتخب کیا جائے۔ وہ رات کے وقت آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرلیں۔ اور جب آپ ﷺ باہر تشریف لائیں سب مل کر ایک ساتھ آپ ﷺ پر حملہ کردیں۔ اس ترکیب سے خوں بہا سارے قبیلوں میں تقسیم ہوجائے گا۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کفار ومشرکین کے ناپاک عزائم سے محفوظ و مامون مدینہ منورہ پہونچادیا۔

مدینہ منورہ کا سفر

۱۔ حضرت محمد ﷺ ۲۷ رصفر ۱۴ نبوت مطابق ۱۲۔ ۱۳ ستمبر ۶۲۲ء کی درمیانی رات

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف پچھلے دروازے سے طلوع فجر سے قبل روانہ ہوگئے۔ اور غار ثور میں جمعہ، سنیچر اور اتوار کی راتیں چھپ کر گزاریں۔

۲۔ عامر بن فہیرہ الراعی۔ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا غلام تھا۔

۳۔ عبداللہ بن اریقط لیثی۔ (یہ راہ بتاتا تھا، حالانکہ اس وقت حالتِ کفر میں تھا)۔

۴۔ اسماء بنت ابی بکر ذات النطاقین (ان کو ذات النطاقین کہنے کی وجہ یہ بنی کہ وہ زاد سفر لے کر آئیں مگر اس میں لٹکانے والا بندھن لگانا بھول گئیں۔ جب روانگی کا وقت آیا اور انہوں نے دیکھا کہ لٹکانے والا بندھن ہی نہیں ہے تو انہوں نے اپنا کمر بند کھولا اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک میں توشہ لٹکادیا اور دوسرا کمر میں باندھ لیا)۔

۵۔ عبداللہ بن ابی بکر صدیق، یہ مکہ کی خبریں آپ ﷺ تک پہونچایا کرتے تھے۔

۶۔ رسول کریم ﷺ نے غار ثور میں تین دنوں تک قیام کیا۔

۷۔ ام معبد خزاعیہ کے خیمے سے آپ لوگوں کا گزر ہوا جو ہر آنے جانے والوں کو دودھ پلایا کرتی تھیں۔ اتفاقاً اس وقت ان کے پاس ایک کمزور دودھ نہ دینے والی بکری تھی۔ لیکن آپ ﷺ کے دوہنے سے اس بکری میں اتنی برکت ہوئی کہ خود بھی پیا اور بہت زیادہ دودھ ام معبد کے گھر رکھ کر چلے گئے۔

۸۔ سراقہ بن مالک بن جعشم البارقی۔ آپ لوگوں کی تلاش میں نکلا تھا، تاکہ اپنی قوم سے انعام واکرام حاصل کرسکے، مگر اس نے رسول اللہ ﷺ کی ذات سے معجزہ صادر ہوتے دیکھا تو اپنے لیے پروانۂ امن لکھوالیا۔ اسی کو رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کے کنگن کی بشارت دی۔

۸ ربیع الاول بروز دوشنبہ ۱۴ بعثت نبوی (یہی ہجرت کا پہلا سال ہے) مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ عیسوی کو رسول اللہ ﷺ مقام قبا پہونچے اور وہاں چار روز (دوشنبہ، منگل، بدھ اور جمعرات) قیام فرمایا۔

بروز جمعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کی جانب کوچ کیا اور نماز جمعہ بنی سالم بن عوف میں ادا کی اور جمعہ کے بعد مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

ہجرت کے سفر میں دعوت

ہجرت کا سفر کس قدر نازک تھا تاریخ سے باخبر اور ہجرت کے وقت کے نازک حالات سے واقف ہر شخص جانتا ہے کہ اس وقت سب سے بڑا کام اپنی جان بچانا اور مکہ کے ان دشمنوں کے چنگل سے نکل کر کہیں اور چلا جانا تھا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک ایک کر کے مدینہ منورہ چلے گئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی انتہائی نازک حالات میں ہجرت کا یہ مبارک سفر فرمایا مگر دین کی دعوت کا جذبہ اور انسانیت کو راہِ راست پر لانے کی فکر ایسے نازک لمحات میں بھی اس قدر ہے کہ دورانِ ہجرت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کی دعوت دیتے ہوئے جا رہے ہیں۔
چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمیم نامی مقام پر پہنچے تو بریدہ بن حصیب سے ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دین کی دعوت دی جس کے نتیجہ میں وہ خود بھی مسلمان ہوئے اور ان کا قبیلہ بھی مسلمان ہو گیا جس میں اسی (۸۰) گھر موجود تھے۔ رکوبہ نامی کھاٹی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات دو آدمیوں سے ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سامنے دین اسلام کی بات رکھتے ہیں اور ان کا نام پوچھتے ہیں۔ وہ دونوں یہ کہتے ہیں یعنی دو ذلیل آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو چونکہ دعوت دین دی اور انہوں نے اسلام قبول کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا:

بل انتما مُکْرِمَانِ تم دونوں ذلیل نہیں بلکہ تم دونوں با عزت آدمی ہو، ہجرت کے وقت کے نازک حالات سے کون واقف نہیں مکہ والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرفتاری پر کس قدر انعامات کا اعلان کیا تھا اور کتنے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیچھا کیا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام نازک ترین حالات کے باوجود (دین اسلام کی دعوت کا یہ کام سفر کی حالت میں بھی فرمایا)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اندر جہاد کی ہمت و جرأت ضرور پیدا کی تھی لیکن جہاد سے زیادہ دعوت دین کا جذبہ ان کے دلوں میں پیدا فرمایا تھا، صحابہ اکرام کا مزاج ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں بنا دیا تھا کہ ان صحابہ کو تیر و تلوار سے کسی کافر کی گردن الگ کرنے سے زیادہ خوشی اس بات پر ہوتی تھی کہ کوئی کافر اسلام کے دائرہ میں داخل ہو جائے۔

❁❁❁

رسول کریم ﷺ کا مدنی دور اور اس کے ۱۰ سال

قباء میں قیام اور مسجد کی تعمیر

آپ ﷺ قباء کے بنی عمرو بن عوف کی بستی میں دوشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۴ نبوت یعنی ۱ ہجری مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء سے جمعرات تک چار دن قبا میں کلثوم بن ہدم کے یہا ل قیام کیا اور آپ ﷺ لوگوں سے ملاقات کرنے کے لئے سعد بن خیثمہ کے گھر بیٹھتے تھے۔اسی دوران قیام قباء میں آپ ﷺ نے ایک چھوٹی سی مسجد کی بنیا د رکھی اور اس میں نماز بھی ادا کی، یہ آپ ﷺ کی نبوت کے بعد پہلی مسجد ہے، جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔اسے مسجد قباء کہا جاتا ہے۔

پہلا جمعہ

وادیٔ قباء میں قیام فرما کر آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوئے اور مدینہ منورہ کا ارادہ کیا۔راستے میں ایک محلہ قبیلہ بنی سالم بن عوف پڑتا تھا وہاں پہونچے تو جمعہ کا وقت آ گیا۔ آپ نے وہیں جمعہ ادا کیا اور ایک بلیغ خطبہ دیا۔ یہ آپ ﷺ کی پہلی نماز جمعہ اور پہلا خطبۂ جمعہ تھا۔اس جمعہ میں کل ایک سو افراد شریک تھے۔

مدینہ میں قیام

نماز جمعہ قباء میں ادا کرنے کے بعد اسی دن یثرب کی جنوبی جانب سے شہر میں داخل ہوئے۔اسی دن اس شہر کا نام مدینۃ الرسول ﷺ ہو گیا۔

آپ ﷺ کی اونٹنی بنی مالک بن النجار کی زمین پر بیٹھی جہاں آج مسجد نبوی ہے۔اس زمین کے مالک دو یتیم بچے تھے۔آپ ﷺ نے ان سے یہ زمین قیمتاً خریدی اور بنفس نفیس مسجد کی تعمیر میں شریک ہوئے۔

ہر شخص کی خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ اسے میزبانی کا شرف بخشیں۔لوگ آپ ﷺ کی ناقہ کی لگام تھام کر عرض کرتے کہ ہمارے یہاں قیام فرمائیں۔ آپ ﷺ فرماتے کہ اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے۔چنانچہ وہ حضرت ابوایوب خالد بن زید کے گھر کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔انہوں نے آپ ﷺ کا سامان سواری سے اتارا۔ اور آپ ﷺ کو اپنے گھر لے گئے۔

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر

رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس اس کی تعمیر میں حصہ لیا، تاکہ مسلمانوں کو اس کی تعمیر میں رغبت ہو۔چنانچہ مہاجرین اور انصار دونوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر کام کیا۔

رسول اللہ ﷺ حضرت ابوایوبؓ کے گھر میں تشریف فرما رہے، یہاں تک کہ مسجد اور آپ کے رہنے کے لیے گھر بن گیا تو وہاں منتقل ہو گئے۔

تحویل قبلہ کا حکم

بیت المقدس سے خانۂ کعبہ کی طرف تحویل قبلہ کا حکم ماہ رجب یا ماہ شعبان ۲ھ میں ہوا یہ واقعہ نبی ﷺ کے مدینہ آنے کے ۱۸ ماہ اور ایک روایت کے مطابق ۱۶ ماہ بعد پیش آیا۔

آپ ﷺ حضرت بشر بن براء بن معرورؓ کے ہاں دعوت پر گئے ہوئے تھے۔وہاں ظہر کا وقت ہو گیا۔آپ لوگوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہوئے۔دو رکعت پڑھا چکے تھے کہ تیسری رکعت میں وحی کے ذریعہ تحویل قبلہ کا حکم ہوا۔اور آپ ﷺ اور تمام نمازیوں نے بیت المقدس سے خانۂ کعبہ کی طرف رخ پھیر لیا۔

روزہ کی فرضیت

ہجرت کے دو سال بعد ماہ شعبان ۲ھ میں روزہ فرض ہوا۔اور اذان کا آغاز بھی ۲ ہجری میں ہوا۔

اذان کا آغاز: اذان کا آغاز ۲ھ میں ہوا۔

زکوٰۃ کی فرضیت

روزہ کے بعد زکوٰۃ فرض ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئی۔ اور اسی سال صدقۂ فطر بھی فرض ہوا۔ شعبان کے مہینے میں ۵ ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ المریسیع (بنی المصطلق) ہوا۔

غزوات وسرایہ:

مدنی دور کے غزوات وسرایہ کے سلسلہ میں تفصیلات مصنف کی کتاب ''رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی'' سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

حج کی فرضیت

ہجرت کے چھٹے سال حج فرض ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ پانچویں سال فرض ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع (۱۰ھ) کے علاوہ کوئی حج نہیں کیا۔

دسویں ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حج آخری حج تھا۔ جب ۲۶ ذیقعدہ ۱۰ ہجری بروز دوشنبہ ما بین ظہر وعصر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابۂ کرام کی تعداد سوا لاکھ سے کم نہ تھی۔ اس موقع پر سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳ (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط) نازل ہوئی۔

❁❁❁

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوتی خطوط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطوط کی تعداد ۳۰۰ سے زائد ہے۔

صحابۂ کرام میں سب سے پہلے حضرت عمر بن حزم انصاری نے فرامین جمع کیا تھا اور غیر مسلموں کی طرف بھیجے جانے والے قاصد کی دعوت کا طریقہ آپؐ کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریر کروائے اور اس وقت کا جو اعلیٰ درجے کا کاغذ ہوتا تھا یعنی جھلی کا استعمال کیا گیا، ان میں سے اہم نام درج ذیل ہیں:

الف: بادشاہوں کے نام خطوط، جن میں اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔

۱۔ شاہِ حبشہ نجاشی کے نام خط (اس کا نام اصحمہ بن ابجر تھا۔ اس نے اسلام قبول کرلیا تھا اس کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تھی۔

۲۔ قیصر شاہِ روم ہرقل کے نام خط۔

۳۔ مدائن کے بادشاہ فارس ابرویز ابن ہرمز بن اوشروان کے نام خط۔

۴۔ اسکندریہ کے مقوقس جریج بن میناء کے نام خط۔

۵۔ ملک شام کے بادشاہ بلقاء حارث بن ابی شمر الحسانی کے نام۔

۶۔ یمامہ کے ہوذہ بن علی الحنفی کے نام۔

۷۔ ۸ھ میں عمان کے جیفر اور عبداللہ بن الجلندی کے نام خط۔

۸۔ بحرین کے حکمران المنذر بن ساوی العبدی کے نام خط۔

۹۔ یمن کے حکمران حارث بن عبدکلال الحمیری کے نام خط۔

۱۰۔ بنی حنیفہ کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے نام خط۔

ب: اہل اسلام کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارسال کردہ خطوط ورسائل جن میں اللہ

کے مقرر کردہ احکام وقونین تھے:

۱۔صدقات سے متعلق بحرین کے حکام کے نام خط۔

۲۔اہل یمن کے نام خط جس میں زکوٰۃ، دیت اور دیگر احکام شامل تھے۔

۳۔قبیلۂ نبی زہیر کے نام خط۔

۴۔حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نام خط جس میں زکوٰۃ کا نصاب تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوتی خطوط کے سفراء

نام سفیر	کب اسلام قبول کیا؟	کہاں بھیجے گئے؟	مکتوب الیہ حکمراں	نتیجہ
حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ	بدری صحابی ہیں	مصر	مقوقس	بادشاہ نے بڑے ہی اچھے انداز سے ان کا استقبال کیا اور نبی ﷺ کو ہدیہ بھی دیا
وحیہ بن خلیفۃ الکلبی رضی اللہ عنہ	شروع شروع میں اسلام قبول کیا	قدس (یروشلم)	قیصر روم ہرقل	حسن استقبال سے پیش آیا
سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ	شروع شروع میں اسلام قبول کیا بدری صحابی ہیں	یمامہ	ہوذہ بن علی	
شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ	بدری صحابی ہیں شروع میں اسلام قبول کیا	دمشق	حارث بن ابی شمر الغسانی	بادشاہ وقت بڑی بے رخی سے پیش آیا اور انکار بھی کیا
عبد بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ	بدری صحابی ہیں	طیفون (مدائن) فارس	کسریٰ (خسرو پرویز)	اس نے خط کو چاک کر دیا اور جنگ کی دھمکی دی
علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ		بحرین	منذر بن ساوی	اسلام قبول کر لیا اور نبی ﷺ کی اطاعت کا عہد کیا
عمر بن امیۃ ضمری رضی اللہ عنہ	بہادی میں مشہور تھے	حبشہ (اکسوم)	اصحم بن ابجر نجاشی	نجاشی نے اسلام قبول کیا اور نبی ﷺ کے مکتوب کا جواب بھی دیا
عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا	عمان	جیفر وعبد پسران جلندی	دونوں بھائیوں نے عزت افزائی کی اور دونوں مشرف بہ اسلام ہوئے

فتح مکہ سے پہلے اور بعد میں اسلام قبول کرنے والے وفود

۱۔وفد مزینہ	۲۔وفد بنی تمیم	۳۔وفد ثقیف	۴۔وفد عبدالقیس
۵۔وفد بنی حنیفتہ	۶۔وفد بنی عامر	۷۔وفد طیء	۸۔وفد کندہ
۹۔وفد الاشعریین	۱۰۔وفد بہراء	۱۱۔وفد عذرۃ	۱۲۔وفد الازد
۱۳۔ وفد بلی	۱۴۔وفد بنی ہمدان	۱۵۔وفد دوس	۱۶۔وفد ملوک حمیر
۱۷۔وفد نجران	۱۸۔وفد بنی سعد	۱۹۔وفد تجیب	۲۰۔وفد بنی سعد بن بکر
۲۱۔وفد فزارۃ	۲۲۔وفد خولان	۲۳۔وفد ذی مرۃ	۲۴۔وفد محارب
۲۵۔وفد صداء	۲۶۔وفد سلامان	۲۷۔وفد غامد	۲۸۔وفد نخع
۲۹۔وفد بنی حارث	بن کعب		

مؤاخاتِ مکہ

مکہ میں بھی مؤاخات کی اشد ضرورت تھی جس کے پیش نظر آپ ﷺ نے پہلے مکہ میں جو مؤاخات کروائی وہ درج ذیل ہے۔

محمد ﷺ	حضرت علی رضی اللہ عنہ
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ	حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

مؤاخاتِ مدینہ منورہ

مدینہ میں آنے کے بعد مؤاخات کی اشد ضرورت تھی جس کے پیش نظر رسول

کریم ﷺ نے مؤاخات درج ذیل افراد کے درمیان کروائی۔

ہجرت کے پانچ چھ ماہ بعد جن دنوں مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی، مہاجرین اور انصار کے درمیان اللہ کے رسول ﷺ نے مؤاخات کرائی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ کی راہ میں دو دو شخص بھائی بھائی بن جاؤ'' اس ارشاد کی تعمیل میں ہر ایک انصاری اپنے دینی مہاجر بھائی بن کر اپنے گھر لے جاتا۔ اپنا مال و زر سامنے لاتا اور آپس میں نصف نصف تقسیم کر لیتا۔ جیسے:

مہاجرین	انصار
۱۔حضرت ابوبکر صدیقؓ	حضرت خارجہ بن زیدؓ
۲۔حضرت عمر بن الخطابؓ	حضرت عتبان بن مالکؓ
۳۔حضرت عثمان بن عفانؓ	حضرت اوس بن ثابت انصاریؓ

(اختصار کی وجہ سے ان چند اسماء پر ہی اکتفا کیا گیا ہے جبکہ فہرست طویل ہے)

آپ ﷺ کے عمروں کی تعداد

۱۔عمرۃ الحدیبیۃ۔ ذی القعدہ ۶ھ میں آپؐ نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تھا، مگر کفار قریش نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔

۲۔عمرۃ القضاء۔ ذی القعدہ ۷ھ میں۔

۳۔عمرۃ الجعرانہ۔ ذی القعدہ ۸ھ میں غزوۂ حنین سے لوٹتے وقت۔

۴۔عمرہ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے ساتھ۔

آپ ﷺ نے جنہیں قتل کیا؟

اُبی بن خلف غزوۂ احد کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ گھاٹی پر چڑھ گئے تو وہاں ابی بن خلف بھی پہونچ گیا۔ آپ ﷺ نے حارث بن صمہ سے نیزہ لے کر اس پر

وار کیا جس سے اس کی گردن پر خراش آ گئی۔ زخم بظاہر معمولی تھا لیکن وہ گھوڑے سے گر گیا اور کئی قلابازیاں کھائیں۔ اس کی موت مقام سرف (جو مکہ مکرمہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے) میں واقع ہوئی۔

آپ ﷺ کے حکم سے جنہیں قتل کر دیا گیا

۱۔عصماء بنت مروان ۲۔ابوعفیک

۳۔کعب بن الاشرف ۴۔معاویہ بن المغیرۃ بن ابی العاص ۵۔ابورافع سلام بن ابی الحقیق ۶۔الیسیر بن رزام

فتح مکہ کے وقت آپ ﷺ نے جن لوگوں کے خون کو مباح قرار دیا

۱۔عبداللہ بن سعد بن ابی السرح ۲۔عبداللہ بن خطل

۳۔الحویرث بن نقیذ ۴۔مقیس بن صبابہ

۵۔سارۃ۔ بنی عبدالمطلب کی لونڈی

آپ ﷺ نے جنہیں امیر (گورنر) مقرر کیا

۱۔باذان بن ساسانؓ۔ یہ پہلے شخص ہیں جن کو یمن کا گورنر مقرر کیا گیا۔

۲۔شہر بن باذانؓ۔ ان کے والد کے انتقال کے بعد ان کو یمن کا گورنر مقرر کیا گیا۔

۳۔خالد بن سعید بن عاصؓ کو شہر بن باذان کے انتقال کے بعد یمن کا گورنر مقرر کیا گیا۔

۴۔المہاجر بن امیہؓ کو کندہ اور صدف کا گورنر مقرر کیا۔

۵۔زیاد بن امیہؓ کو حضرت موت کا گورنر مقرر کیا۔

۶۔ابوموسیٰ اشعریؓ کو زبید عدن اور زمع اور ساحل کا گورنر مقرر کیا۔

۷۔معاذ بن جبلؓ کو الجند کا گورنر مقرر کیا۔

۸۔ابوسفیان صحر بن حربؓ کو نجران کا گورنر مقرر کیا۔

۹۔ یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو تیماء کا گورنر مقرر کیا۔

۱۰۔ عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ کا گورنر مقرر کیا۔

۱۱۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یمن کے اخماس علاقے کا گورنر اور قاضی مقرر کیا۔

۱۲۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو عمان کا گورنر مقرر کیا۔

۱۳۔ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو ۹ ہجری میں حج کی امارت سونپی گئی۔

مبلغین رسول کی فہرست

حضرت علی	قبیلہ ہمدان
حضرت خالد بن ولید	اطرافِ مکہ
حضرت مغیرہ بن شعبہ	بحرین
حضرت عمر بن العاص	عمان
حضرت دبر بن نخیس	آبنائے فارس
حضرت مہاجرین ابی امیہ	حارث بن عبد کلال شہزادہ یمن

❁❁❁

نوٹ: داعی حضرات کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا مختصر خاکہ اوپر ذکر کیا گیا ہے تاکہ ایک نظر میں دعوتی اہم حکمتیں سمجھنے میں سہولت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو موت تک اعمال دعوت میں مشغول فرمائے اور انسانیت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ والسلام

محمد سرور فاروقی ندوی
دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
2017/8/ 27

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی کی تصانیف

اردو کتابیں

۱۔ معانی قرآن الکریم
(لفظی ترتیب کے اعتبار سے رواں اردو ترجمہ)
۲۔ قرآنی آیات اور اسلامی معاشرہ
۳۔ ہندوستان میں قرآن کے ترجمے وتفاسیر کا مختصر تعارف
۴۔ تفسیر کا بنیادی مأخذ اور مفسر کی خصوصیت
۵۔ قرآن میں انسان کا مقام اور اس کا اعلیٰ مقصد
۶۔ قرآن کی دعوت اور اسلامی جہاد
۷۔ قرآن کے مثالی نمونے اور لازوال معجزہ
۸۔ کائنات کے عجائبات اور انسان کا اللہ سے تعلق
۹۔ کلمۂ طیبہ کی حقیقت اور اس کے تقاضے
۱۰۔ اللہ تعالیٰ کا تعارف اور کلمۂ شہادت کے فضائل
۱۱۔ اسلامی کویز (سوال وجواب کی روشنی میں)
۱۲۔ کفر وشرک کی حقیقت (شریعت کی روشنی میں)
۱۳۔ کفر، شرک اور فسق کا ذکر اور صحابہ سے متعلق عقیدہ
۱۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے انمول موتی
۱۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختصر سیرت مستند کتب کی روشنی میں
۱۶۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جزیرۂ عرب
۱۷۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کریمانہ اخلاق اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت
۱۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں
۱۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات احادیث کی روشنی میں
۲۰۔ اعمال صالحہ حصہ اول (حقوق اللہ)
۲۱۔ اعمال صالحہ حصہ دوم (حقوق العباد)
۲۲۔ خاتم النبین (قرآن کی روشنی میں)
۲۳۔ نبیوں کی سیرت (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۲۴۔ اعمال کو باطل کرنے والی چیزیں اور نیت کی اہمیت
۲۵۔ مسلمانوں کے فرقے اور ان کے عقائد
۲۶۔ حرام، حلال اور مباح چیزیں
۲۷۔ اخلاص کی فضیلت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۲۸۔ آخرت کا عقیدہ (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۲۹۔ تعداد ازدواج اور اسلام (مذاہب عالم کی روشنی میں)
۳۰۔ مستند مسنون دعائیں
۳۱۔ امت محمدیہ کی عزت کا معیار اور بنی اسرائیل
۳۲۔ اسلام میں جزیہ، خراج اور ذمیوں کے اختیارات
۳۳۔ جہاد آتنکواد اور اسلام
۳۴۔ داڑھی کی اہمیت (شریعت کی روشنی میں)
۳۵۔ مدارس اسلامیہ کے نصاب کا تاریخی جائزہ اور ہندی زبان کی ضرورت
۳۶۔ جنات وشیاطین کا تعارف اور معالج کی صفات
۳۷۔ قیامت تک کے فتنے
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کی روشنی میں)
۳۸۔ اسلام کی دعوت کا اثر انسانی دنیا پر
۳۹۔ غیر عربی رسم الخط (فانٹ) میں قرآن کی
اشاعت (شریعت کی روشنی میں)
۴۰۔ دعوت کی ذمہ داری (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۴۱۔ آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں کب اور کون؟
۴۲۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اور مورتی پوجا کی ممانعت ویدوں کی دنیا میں
۴۳۔ ہندو دھرم فرقے تنظیمیں اور اداروں کا تعارف
۴۴۔ غیر مسلموں میں طریقۂ دعوت
۴۵۔ اسلام کے خلاف الزامات اور اس کی دعوت کا اثر انسانی دنیا پر
۴۶۔ بدھ مت اور اسلام
۴۷۔ غیر مسلموں سے تعلقات اور مذہبی آزادی
۴۸۔ اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق
۴۹۔ غیر مسلموں سے دوستی یا دشمنی اعتراضات کے تناظر میں
۵۰۔ عطیات قدرت اور دولت کی پیدائش
۵۱۔ قرآن کے مطابق دولت کا استعمال
۵۲۔ اللہ کی طرف سے رزق کی تقسیم اور کمزور طبقے کی کفالت
۵۳۔ اسلامی معاشیات کا تقابلی جائزہ
۵۴۔ اسلام میں تجارت کا طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۵۵۔ اسلام کا زرعی نظام (شریعت کی روشنی میں)
۵۶۔ جنت کے حالات اور جنت کی نعمتوں کا ذکر
۵۷۔ جہنم کے حالات اور جہنمی (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۵۸۔ کاغذی نوٹ اور بیع کی حقیقت
۵۹۔ اسلامی قانون وراثت اور میراث کی تقسیم
۶۰۔ مسافر اور سفر کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۶۱۔ عید اور قربانی کی حقیقت اور اس سے متعلق مسائل
۶۲۔ عمرہ کا آسان طریقہ
۶۳۔ حج اور عمرہ کا مکمل طریقہ
۶۴۔ روزہ، تراویح، صدقہ اور اعتکاف کے احکام ومسائل